جولائی ۲۰۲۰ء

ماہ نامہ

ولی اللہ

ارمغان

Rs. 25/=

ARMUGHAN, PHULAT,
MUZAFFAR NAGAR-251201, (U.P.)

پھلت، ضلع مظفر نگر

جمعیت شاہ ولی اللہ
JSW
Jamiat Shah Waliullah

Website:www.armughan.net

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

جلد ۲۸ شمارہ ۷ جولائی ۲۰۲۰ء مطابق ذوالقعدۃ ۱۴۴۱ھ

سر پرست :
حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی

مدیر
وصی سلیمان ندوی

مجلس مشاورت
☆ مولانا محمد طاھر ندوی
☆ مولانا محمد اقبال قاسمی
☆ مفتی محمد ھارون مظاھری

پتہ
دفتر ارمغان
پُھلت ضلع مظفر نگر
Phulat, Distt. Muzaffar Nagar
251201 (U.P.) INDIA
Mob : +91-7060450315
9359774316 , 9412411876
e-mail : arm313@gmail.com
armuganphulat@yahoo.com
Website: www.armughan.net

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں
ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفر نگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی
سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری
مشیر اعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی
مشیر قانونی : امجد علی ایڈوکیٹ
موبائیل : 9897354040

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25روپے ❖ سالانہ 300روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500روپے
❖ اعزازی تعاون 1000روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30امریکی ڈالر ❖ لائف ممبرشپ 8000روپے (برائے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفرنگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفر نگر سے شائع کیا
(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

☆	(اداریہ) بچوں کی تعلیم وتربیت کا مسئلہ	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	دعوت دین، اہمیت افادیت اور طریقہ کار	ڈاکٹر عبداللہ جولم عمری	۵
☆	دینی مدارس میں عصری تعلیم	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۳
☆	جواب دہی کا احساس	مولانا عبدالماجد دریابادی	۱۷
☆	حیات اورنگ زیب عالم گیر کے چند گوشے	مولانا محمد آصف ملی ندوی	۱۸
☆	نسیم ہدایت کے جھونکے (انٹرویو)	عبدالباری قریشی	۲۴
☆	ہاں میں خواجہ معین الدین چشتی ہوں!	مولانا نازش ہما قاسمی	۲۷
☆	لاک ڈاؤن کی تباہ کاریاں (نظم)	مولانا فضیل احمد ناصری	۲۹
☆	کنزالعمال فی سنن الاقوال	مولانا مطیع الرحمٰن عوف ندوی	۳۰
☆	نعت شریف	حفیظ محمود بلندشہری	۳۲
☆	بدگمانی، اسباب وعلاج	مولانا عبداللہ قاسمی	۳۳
☆	قرآن کس کو مخاطب کرتا ہے؟	ڈاکٹر زبیر ظفر خاں	۳۶
☆	نعت پاک	عبدالرب حماد پھلتی	۳۷
☆	جناب ریاض موسیٰ ملیباری جوار رحمت میں	مولانا محمد کلیم صدیقی	۳۸
☆	مفتی محمد نعیم صاحب کا حادثہ وفات	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۳
☆	خبروں کی دنیا	محمد ادریس ولی اللہی	۴۸
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۴۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **جولائی** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بچوں کی تعلیم وتربیت کا مسئلہ

موجودہ زمانہ میں ہمارے ملک کے جو سیاسی اور سماجی حالات ہیں ان کا احساس کسی نہ کسی سطح پر ہر ایک کو ہے، ہندوتو کا سیلاب خطرہ کے ہرنشان کو پار کر چکا ہے، اور مسلمانوں کے دینی تشخص اور ان کے وجود کے لئے خطرہ کی گھنٹی مسلسل بج رہی ہے، ہندوستان میں اب ہر روز تاریخ کا ایک نیا ورق الٹا جارہا ہے، ہمارے حکمراں طبقہ کے پاس صرف اقتدار ہی نہیں ہے بلکہ وہ اس وقت غالب اکثریت میں بھی ہے، اس کا کھلا ایجنڈہ ہے کہ وہ اس ملک کو مسلمانوں کے لئے اسپین بنانا چاہتا ہے، اور ان پر چاروں طرف سے عرصہ حیات تنگ کر دینا چاہتا ہے، اس سلسلہ میں اس کے اپنے مخصوص نظریات ہیں جن پر وہ تیزی کے ساتھ کاربند ہے، اور اپنے منصوبوں کو بروئے کار لانے کے لئے ہر روز ایک نئے حملے کے ساتھ نظر آتا ہے، ہمیں ان حالات کی نزاکت کو سمجھنا بھی ضروری ہے، اور اس کے ہمہ جہتی مقابلہ کے لئے منظم منصوبہ بندی بھی وقت کا فوری تقاضا ہے۔ جس طرح انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد ہم نے عیسائیت کے طوفان کا مقابلہ کیا تھا، جب انگریزوں کی کامل حکمرانی ہمارے ملک پر مسلط ہوگئی تھی، اور ہم ان کے غلام بن گئے تھے، اس وقت جس طرح ہمارے اکابرین نے ان حالات کا مقابلہ کیا تھا، پوری ملت کو اجتماعی طور پر ایک بار پھر اسی طرز اور اسی انداز سے اس نئے طوفان کے مقابلہ کی بھی تیاری کرنی چاہئے، اور منظّم حکمت عملی وضع کر کے میدان عمل میں قدم رکھنا چاہئے۔ ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک موزوں حکمت عملی، اور اس مسئلہ کا ایک دائمی حل، برادران وطن میں دعوت اسلام کا مسلسل عمل بھی ہے، یہ یاس میں آس کی، اور مایوسی میں امید کی کرن ہے، اور ہمارے بہت سے اصحاب علم ودانش میں اس کی ضرورت کا احساس پیدا ہو چلا ہے، اس لئے بہت ضروری ہے کہ ہم اپنے نونہالوں کو اس سلسلہ میں تیار کریں اور ان کے اندر غیر مسلموں سے گفتگو کرنے اور دعوت کا عملی کام کرنے کا حوصلہ پیدا کریں، ضرورت کے بقدر ہندی زبان سیکھنے کے علاوہ، ان میں دعوتی جرأت وحوصلہ پیدا کرنے، اور حکمت وموعظت اور جدال احسن کی صفات سے آراستہ کرنے کی فکر بھی کی جائے۔

اس وقت ملک کے موجودہ حالات جس رخ پر جارہے ہیں، اس کی زد میں ملک کے تمام طبقات ہیں، اور اب سب کے سامنے بنیادی مسئلہ روزی روٹی کے حصول اور فکر معاش کا ہے، بے روزگاری اور کساد بازاری کے اس جبر میں کسی اور جانب سوچنے اور گہرائی کے ساتھ غور کرنے کی ان میں نہ ہمت ہے اور نہ فکر، انسانیت پر جب اور جہاں ایسے حالات آتے ہیں، لوگوں کا عمومی رجحان پیٹ کی فکر، اور دولت کے حصول پر ہی مرتکز ہوتا ہے، ایسے حالات میں عام طور پر حلال وحرام کی تمیز، اخلاق وکردار کی عظمت، اور اچھا برا سوچنے کی فکر اٹھ جاتی ہے، اور لوگ دیوانہ وار صرف مال کمانے کی ہوڑ میں لگ جاتے ہیں، ایسے حالات میں مسلمانوں کو اپنے دین وایمان، اور فکر وعقیدہ کی حفاظت کے ساتھ، حلال وحرام کی تمیز باقی رکھنے، اور فکر روزی میں رزاق حقیقی کا خیال رکھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، چونکہ ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ ہمارا رازق وہ رب ہے، جو کیڑوں مکوڑوں وچرند

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پرند اور دیگر مخلوقات کو روزی دیتا ہے، وہ ہمارے رزق کا انتظام بھی کرے گا۔ اور جتنی روزی مقدر ہے، اسے کوئی روک نہیں سکتا، اس لئے اسے اس سلسلہ میں اپنی دینی ایمانی شناخت کا خیال کرتے ہوئے اس میدان میں قدم بڑھانا ہے۔

"اولاد" ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمت اور ہمارے مستقبل کا قیمتی اثاثہ ہے؛ اس کے وجود کو دنیاوی زندگی میں زینت اور رونق سے تعبیر کیا گیا ہے؛ لیکن یہ اولاد درونق و بہار اور زینت وکمال پر فائز اس وقت ہوتی ہے جب اسے زیور تعلیم سے آراستہ کیا جاتا ہے، اور بچپن ہی سے ان کی صحیح نشو ونما کا خیال رکھا جاتا ہے، ان کی دینی تربیت و پرداخت کو ضروری سمجھا جاتا ہے، نیز اسلامی وایمانی ماحول میں ان کے پروان چڑھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بنیادی دینی تعلیم یعنی عقائد و اعمال، معاشرت و اخلاق، معاملات وآداب سے متعلق ضروری امور ان کے قلب و دماغ میں راسخ کرنا؛ تاکہ فتنوں کے اس دور میں الحاد وارتداد کی کوئی لپیٹ انہیں متاع ایمان سے محروم نہ کردے، اس وقت کی سب سے بڑی اساسی ضرورت ہے، مادیت کی چمک اور دولت کی بے پناہ حرص کی وجہ سے، خصوصا ملک کے موجودہ حالات میں، جو والدین ان کو پیسہ کمانے کی مشین بنادینا چاہتے ہیں، اور اس کے لئے ہر تعلیمی میدان یا تکنیک میں داخلہ کی کوشش کی جارہی ہے، جس سے زیادہ سے زیادہ دولت حاصل ہو اور سامان عیش کی فراوانی کا نظم ہوسکے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اس راہ میں دین وایمان، سچائی و ایمان داری، امانت اور خیر خواہی، اور دینی و مذہبی اقدار کو بھی نہ صرف پس پشت ڈالا جارہا ہے، بلکہ ان چیزوں کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھا جانے لگا ہے۔ ان حالات میں اولاد کے سلسلہ میں والدین کی ذمہ داری کی نزاکت واہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اسلامی شریعت نے والدین پر اپنی اولاد کے سلسلہ میں جو حقوق عائد کئے ہیں، ان میں سب سے اہم اور بنیادی حق اُن کی دینی تعلیم وتربیت کی فکر ہے، اسلام نے دین کی بنیادی تعلیم کا حصول اور اسلام کے مبادیات وارکان کا جاننا ہر مسلمان پر فرض کیا ہے اور اس پر نجات اخروی، اور حقیقی فلاح وکامرانی کا مدار رکھا ہے، اور دین وایمان کا تحفظ اسی وقت ممکن ہے جب اس کے متاع گراں مایہ ہونے، اور ہر مشکل میں کام آنے کا احساس دل میں جاگزیں ہو، اور اسے زندگی کی سب سے بڑی ضرورت کا درجہ دیا گیا ہو، اگر کوئی شخص اس راہ میں غفلت کرتا ہے اور دین وایمان کو معمولی چیز سمجھتا ہے اور اس کے لئے جذبہ قربانی اس کے دل میں موج زن نہیں ہے تو اس کے لئے خاتمہ بالخیر کی توقع رکھنا بڑا مشکل ہے۔

قرآن وحدیث میں یہ حقیقت واشگاف انداز میں بیان کی گئی کہ ہر بچہ توحید خالص کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے اصل کے اعتبار سے اس میں طہارت، پاکیزگی، برائیوں سے دوری اور ایمان کی روشنی ہوتی ہے، اگر اسے اپنے گھر میں اچھی تربیت اور اپنے معاشرہ میں اچھے ساتھی میسر آجائیں تو وہ ایمان واخلاق میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے، اس لئے والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کے لئے گھروں میں دینی اخلاقی ماحول فراہم کریں، اور مل جل کر ان کے دین وایمان کی ترقی کے لئے کوشاں رہیں، اور زندگی کے ہر سخت مرحلہ کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی اولاد کی دینی تربیت اور فکر سے غافل نہ رہیں۔

قہر ہے تھوڑی سی بھی غفلت طریق عشق میں
آنکھ جھپکی قیس کی، اور سامنے محمل نہ تھا

وصی سلیمان ندوی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دعوتِ دین

اہمیت، افادیت اور طریقہ کار

جامعہ دارالسلام عمرآباد کے شعبہ تخصص فی الدعوۃ کے صدر ڈاکٹر عبداللہ جولم عمری کا پھلت میں کیا گیا ایک مدلل اور فکر انگیز خطاب

ترتیب وپیش کش: مولانا محمد عمر ناصحی ندوی

حمد وصلوٰۃ کے بعد........

امت مسلمہ کا وجود کس کے لئے؟

کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَأمُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنھَونَ عَنِ المُنکَر۔ (آیت 110–سورۃ آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے: تم بہترین امت ہو، تم کو سارے انسانوں کے لئے وجود میں لایا گیا ہے، یہ کون انسان ہیں جس کے لیے امت مسلمہ کا وجود ہوا ہے؟ کیا مسلمان ہی ہوں گے تو شاید یوں کہا جاتا؟ (کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلمسلمین) کہ تم بہترین امت ہو تمہیں امت مسلمہ کے لیے وجود میں لایا گیا ہے مگر ایسا نہیں کہا، بلکہ کہا: (اُخرِجَت لِلنَّاس۔) تم کو انسانوں کے لیے وجود میں لایا گیا ہے، گویا کہ مسلمان کو صرف اپنی ذات کی فکر نہیں ہوتی کہ میں اچھا بن جاؤں میں جہنم سے بچ جاؤں اور جنتی بن جاؤں، ایک مسلمان کو صرف مسلمانوں کی فکر نہیں ہوتی کہ مسلمان اچھے بن جائیں مسلمان جہنم سے بچ جائیں مسلمان جنتی بن جائیں، اس کو فکر ہوگی سارے انسانوں کی کہ سارے انسان اچھے بن جائیں سارے انسان جہنم سے بچ جائیں، سارے انسان جنتی بن جائیں۔

یہ فکر کیسے پوری ہوگی؟

یہ فکر پوری کیسے ہوگی؟ ترتیب بتائی (تَأمُرُونَ بِالمَعرُوف) تم اچھی باتوں کا حکم دو گے اور بری باتوں سے روکو گے، جب اچھی باتیں معاشرہ میں پروان چڑھیں گی، لوگ اچھائی کو اپنائیں گے، اچھے کام کریں گے تو جہنم سے بچیں گے اور جنت میں جائیں گے، تو تم اچھی باتوں کا حکم کرو گے اور بری باتوں سے روکو گے۔

اچھی باتیں بہت ساری ہیں، نماز پڑھنا، روزے رکھنا، حلال کمائی کھانا، سچ بولنا، ان ساری باتوں میں سب سے اچھی بات کیا ہے اگر آپ اور ہم مشورہ کے لیے بیٹھیں کہ آؤ دیکھیں کہ اچھی بات کیا ہے تو کسی کی رائے کچھ ہوگی اور کسی کی رائے کچھ اور، اختلاف ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ نے اختلاف کو ختم کرتے ہوئے خود ہی متعین کر دیا کہ سب سے اچھی بات کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللّٰہِ (آیت 33–سورۃ فصلت) اس سے اچھی بات کس کی ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے، تو سب سے اچھی بات اور سب سے اچھا کام اللہ کی طرف بلانا ہے۔ اللہ کی طرف بلانے کا کیا مطلب؟ اللہ کی طرف بلانے کا مطلب اللہ کے بتائے ہوئے راستے کی طرف بلانا ہے۔ کیا دلیل ہے؟ کہا اللہ تعالیٰ نے: (ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ) اپنے رب کے راستے کی طرف بلاؤ، رب کا بتایا ہوا راستہ کیا ہے، رب کا بتایا ہوا راستہ دین اسلام ہے، کہا اللہ تعالیٰ نے: (إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللّٰہِ الْإِسْلَامُ) اللہ کے نزدیک قابلِ قبول دین، دین اسلام ہے اور دین اسلام کے علاوہ اللہ تعالیٰ کو کوئی دین قبول نہیں۔ کیا دلیل؟ کہا اللہ تعالیٰ نے: (وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ) اور جو شخص اسلام کے علاوہ اور کوئی دین اختیار کرے

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

گا تو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کو صرف دین اسلام ہی محبوب اور پسندیدہ ہے۔کہا اللہ تعالیٰ نے: (وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا) میں تم سب کے لیے دین اسلام سے راضی ہو گیا، سارے انسانوں کے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے، دین اسلام میں لوگوں کو زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا گیا ہے پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک کے احکام بتائے گئے ہیں کہ انسان دنیا میں کیسے جئے اور کیا کرے۔

دین کی سب سے بنیادی چیز توحید ہے

ان ساری باتوں میں سب سے بنیادی بات کون سی ہے؟ دین اسلام کی سب سے بنیادی چیز توحید ہے۔توحید کیا ہے؟ توحید یہ ہے کہ اللہ ایک ہے وہی سب کا مالک و خالق ہے، اس لیے عبادت اسی کی کی جائے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔اور کوئی معبود کیوں نہیں ہے؟ (اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ) اس لیے کہ اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے (فَاعْبُدُوه) تو عبادت اسی کی کرو، عبادت خالق کی کرو، مخلوق کی نہیں، اور سن لو اللہ کے علاوہ جس کی تم عبادت کرتے ہو وہ مخلوق ہے خالق نہیں ہے۔وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ (آیت ۲-سورۃ النحل) اللہ کے علاقہ جس چیز کی تم عبادت کرتے ہو۔ (لَايَخْلُقُونَ شَيْئًا) انہوں نے کسی چیز کو پیدا نہیں کیا وَهُمْ يُخْلَقُون وہ تو خود پیدا کیے گئے ہیں کہ عبادت خالق کی کرو، مخلوق کی نہیں۔

کیا خالق اور مخلوق کا درجہ برابر ہے؟

یہ کیسی بات ہے کہ عبادت خالق کی بھی کرتے ہو اور مخلوق کی بھی کرتے ہو۔دونوں کا درجہ برابر؟ أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ (آیت-17 سورۃ النحل) کیا وہ ذات جو پیدا کرے اور وہ ذات جو پیدا نہ کرے وہ دونوں برابر ہیں؟ أَفَلَا تَذَكَّرُون، کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔عبادت کرو خالق کی مخلوق کی نہیں کہ خالق بے نیاز ہے اس کی قدرت ہر چیز پر ہے، مخلوق محتاج ہے وہ کسی چیز کا مالک نہیں، وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ (آیت 13-سورۃ فاطر) اللہ کے علاوہ تم جس کو پکارتے ہو وہ کھجور کے بیج کے اوپر جو چھلکا ہوتا ہے وہ اس کے بھی مالک نہیں ہے، تو پھر اس سے کیا مانگتے ہو، مانگو اس سے جو اس کو دینے والا ہے، جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے، (قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ . بِيَدِكَ الْخَيْرُ (آیت-26 سورۃ آل عمران) وہی سارے ملکوں کا مالک ہے، وہ جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے، (وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ.بِيَدِكَ الْخَيْرُ) اور تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور تو جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے بیدک الخیر ساری خوبی تیرے ہاتھ میں ہے، (إِنَّ اللهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ) وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، جو تو چاہے وہی ہو اور جو تو نہ چاہے وہ ہرگز نہ ہو، تو مانگو اس سے، مخلوق سے مانگتے ہو مخلوق کی پوزیشن کیا ہے، کہتا ہے اللہ تعالی: (إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَه) (آیت 73-سورۃ الحج) اللہ کے علاوہ جس سے تم مانگتے ہو جس کی بھی تم عبادت کرتے ہو ہرگز بھی وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگر چہ وہ سب اکٹھے ہو جائیں، ساری دنیا میں اللہ کے علاوہ جس کی بھی عبادت کی جاتی ہے اس کو کسی بڑے میدان میں جمع کرو اور کہو کہ سب مل کر کے مکھی بنائیں، تو وہ ہرگز ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے، بنانا تو دور کی بات اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین کر بھاگے تو وہ اس کو چھین بھی نہیں سکتے، اللہ نے فرمایا: وإن يسلبهما الذباب شيئا لا يستنقذوه منه یعنی کتنا بے بس ہے کہ اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر کے بھاگے تو وہ اس سے لے بھی نہیں سکتے (ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوب) مانگنے والا تو کمزور ہے ہی اور جس سے مانگا جا رہا ہو وہ اس سے زیادہ کمزور ہے، اسی کی دعوت کو

توحید کی دعوت کہا جاتا ہے۔

رسولوں کی بعثت کا مقصد

کیا اللہ ایک ہے وہی سب کا خالق و مالک ہے کہ عبادت اسی کی کی جائے اسی دعوت کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بھیجا کہا اللہ تعالیٰ نے (وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِی کُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا) ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا ان کا م یہ تھا کہ وہ لوگوں کو بتادیں (اعْبُدُوا اللَّه) کہ اللہ ہی کی عبادت کرو(وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوت)اور غیر اللہ کی عبادت سے باز آجاؤ اور یہی بنیادی کام ہے، آپ صلی اللہ وسلم نے قرآن کی زبان میں یوں ارشاد فرمایا(قل إنما أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدا الله ولا اشرك به) آپ کہہ دیجئے کہ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ ہی کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں یعنی میں موحد بن جاؤں، تو کیا میں موحد بن گیا تو نجات ہے؟؟؟ نہیں پھر کیا کرنا ہے، کہا جارہا ہے(إليه أدعو) کہ اسی کی طرف لوگوں کو بلاؤں، کیوں بلاؤں؟ ہمیں دوسروں سے کیا لینا دینا کہ لوگوں کو اس کی طرف بلائیں:وإليه مآب کہ ہمیں لوٹ کر اللہ کے پاس جانا ہے اور وہ پوچھے گا ہم نے جو کام تیرے حوالے کیا تھا تو نے کیا کیا؟ میں کیا جواب دوں گا۔اس لئے مجھ کو تو یہ کام کرنا ہی ہے اور یہی کام اس امت محمدیہ کے حوالے کیا گیا۔کیا دلیل؟ کہا اللہ تعالیٰ نے:(قُلْ هَـٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي) آپ کہہ دیجئے یہی میرا طریقہ ہے اور یہی میرا کام ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاؤں پورے علم ویقین کے ساتھ کہ اللہ ایک ہے وہی سب کا خالق و مالک ہے عبادت اسی کی کی جائے، یہ کام کون کرے گا؟(أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي) یہ کام میں کروں گا، یعنی رسول کرے اور ہر وہ شخص جو میری اتباع کرے۔

سب کا کام دعوت الی اللہ ہے

رسول کا متبع اور فولوور کون؟ سارے مسلمان، علماء ہوں یا عوام، مرد ہوں یا خواتین، سب کا کام دعوت الی اللہ ہے۔تو پھر مسلمان یہ کام کرتا کیوں نہیں؟(إلا ماشاء اللہ) یعنی ہماری ساری سرگرمیاں خواہ مدرسوں میں ہوں، جمعہ کے خطبہ میں ہوں، کانفرنسز ہوں ہماری ساری صلاحیتیں اور توانائیاں مسلمانوں پر صرف ہو رہی ہیں، غیر مسلموں کے لئے ہم کیا کر رہے ہیں اور نہیں کرتے تو کیوں نہیں کرتے؟ مسلمان اپنے ہندو بھائیوں کو دعوت کیوں نہیں دیتا؟

مسلمان یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ مسلم قوم الگ، اور غیر مسلم قوم الگ ہے۔ہم اپنی قوم کو سنبھال لیں تو ہماری نجات، یہ نظریہ کہ مسلم قوم الگ، اور غیر مسلم قوم الگ، قرآن وسنت کے مطابق نہیں، کیا دلیل ہے؟ مسلم قوم الگ نہیں، اور غیر مسلم قوم الگ نہیں، پہلے قومیت بنتی تھی علاقے اور زبان کی بنیاد پر ایک علاقے میں ایک زبان بولی جاتی تھی اور اس سے قومیت بنتی تھی ،کیا دلیل؟(وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ)اور ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول مگر اس قوم کی زبان میں، تو مخصوص علاقے کے لئے مخصوص انبیاء اور رسول بھیجے گئے،لیکن رسول اللہ کو حکم دیا گیا کہ اب یہ قومیت ختم کی جارہی ہے چنانچہ اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا(كان النبي يبعث الى قومه خاصة وبعثت الى الناس كافة وفي رواية عامة)الحدیث۔ پہلے مخصوص قوم کی طرف انبیاء بھیجے جاتے تھے مگر مجھے سارے انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے میں ساری دنیا اور رہتی دنیا تک کے لئے نبی ہوں اب ساری دنیا کے لوگ ایک قوم۔اور ساری دنیا امت محمدیہ میں داخل ہے

امت اجابت اور امت دعوت

اور یہ امت دوحصوں میں بٹی ہوئی ہے ایک امتِ دعوت، اور ایک امتِ اجابت جنہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا انہیں امت اجابت کہا جاتا ہے اور جنہوں نے آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا انہیں امت دعوت کہا جاتا ہے، تو امت مسلمہ امت اجابت میں سے ہے، اور اس امت اجابت پر فرض ہے کہ وہ اس امت

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دعوت کو دعوت دے تو پھر مسلمان کرتے کیوں نہیں مسلمان یہ کہتے ہیں کہ وہ ہماری قوم نہیں لیکن قرآن کہتا ہے(یَا أَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَۃ)اے لوگو ڈرو اپنے اس رب سے جس نے تم سب کو پیدا کیا ایک جان سے وہ ذات کون ہے؟ وہ آدم ہیں۔سارے لوگ کون؟ آدم کی اولاد۔ مسلم بھی اور غیر مسلم بھی آدم کا جو خون مسلمان میں دوڑ رہا ہے آدم کا وہی خون غیر مسلم میں بھی دوڑ رہا ہے،تو تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں ایک مسلم کا غیر مسلم کے ساتھ خونی رشتہ ہے اور یہ خونی رشتہ اسلام اور کفر کی وجہ سے ختم نہیں ہوتا۔کیا دلیل؟

کہا اللہ تعالیٰ نے:(وَإِن جَاھَدَاکَ عَلَیٰ أَن تُشْرِکَ بِی مَا لَیْسَ لَکَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا.وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوفًا)اگر تمہارے ماں باپ مشرک ہوں اور تم کو شرک کرنے پر مجبور کریں(فَلَا تُطِعْھُمَا)اس میں ان کی اطاعت مت کرنا(وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوفًا)اور دنیا کے معاملے میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔سلوک؟ وہ تو مشرک ہیں۔ارے مشرک ہیں تو کیا ہوا باپ باپ ہی رہے گا،اور ماں ماں ہی رہے گی،اور بھائی بھائی ہی رہے گا،یہ انسانی اخوت کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔کیا اس کی کوئی واضح دلیل ہے؟ کہ اسلام اور کفر کی وجہ سے یہ رشتہ ختم نہیں ہوتا جبکہ بعض علماء کے نزدیک اسلام اور کفر کی وجہ سے یہ رشتہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ دلیل بھی دیتے ہیں کہتے ہیں جب نوح نے اپنے بیٹے کے بارے میں اللہ سے کہا(وَنَادَیٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِی مِنْ أَھْلِی وَإِنَّ وَعْدَكَ الحق)(آیت45-سورۃ ھود)اے اللہ! میرا بیٹا میرے خاندان سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو نے کہا تھا کہ ہم تیرے خاندان کو بچائیں گے یہ کیا ہوا میرا بیٹا تو ڈوب گیا تو جواب ملا(إِنَّهُ لَیْسَ مِنْ أَھْلِكَ)نوح آپ کیا کہہ رہے ہیں وہ آپ کے خاندان کا نہیں۔کیا یہ استدلال صحیح ہے؟ کہ خاندان کی نفی کی جارہی ہے کہ آپ کا بیٹا آپ کے خاندان کا نہیں ہے،دیکھئے لفظ "اھل" عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ دو معنوں میں مستعمل ہوتا ہے ایک خاندان کے لئے اور ایک اہلیت اور صلاحیت کے لئے یہاں(إِنَّهُ لَیْسَ مِنْ أَھْلِكَ)میں خاندان کی نفی نہیں کی جارہی بلکہ یہاں اہلیت اور صلاحیت کی نفی کی جارہی ہے،لفظ مشترک کو کسی ایک معنیٰ پر محمول کرنے کے لئے قرینہ چاہئے،دلیل چاہئے،کس دلیل کی بنیاد پر آپ کہتے ہیں کہ خاندان کی نفی ہے؟ یہ خاندان کی نہیں یہ صلاحیت اور اہلیت کی نفی ہے۔دلیل اس سے پہلے کی آیت میں ہے اللہ نے کہا:(وَنَادَیٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَکَانَ فِی مَعْزِلٍ یَا بُنَیَّ ارْکَب مَّعَنَا)(آیت42-سورۃ ھود)نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا کس بیٹے کو؟ اسی کافر و مشرک بیٹے کو تو اللہ تعالیٰ اس مشرک بیٹے کو نوح کا بیٹا کہہ رہا ہے،(ونادیٰ نوح ابنہ)نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور کہا(یَا بُنَیَّ ارْکَب مَّعَنَا)تو نوح اس مشرک بیٹے کو کہتے ہیں میرے پیارے بیٹے،تو یہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رشتہ سے انکار نہیں بلکہ صلاحیت سے انکار کیا جارہا ہے۔صلاحیت سے انکار کرنے کی کیا دلیل؟(إِنَّهُ لَیْسَ مِنْ أَھْلِكَ.إِنَّهُ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ)آپ کی سفارش کے قابل نہیں یہ مشرک و کافر ہے اللہ کا عذاب آیا ہوا ہے اس وقت کسی مشرک کی بخشش نہیں ہوگی،(إِنَّهُ لَیْسَ مِنْ أَھْلِكَ.إِنَّهُ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ)یہ دلیل ہے کہ اہلیت کی نفی کی جارہی ہے خاندان کی نہیں کی جارہی ہے۔کیا اور کوئی دلیل ہے کہ مشرک ماں کو ماں کہا گیا ہو اور مشرک باپ کو باپ کہا گیا ہو جی ہاں ہے دلیل ہے۔کہ جب چچا ابو طالب کا انتقال ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آکر رسول اللہ کو خبر دی تو آپ نے حضرت علی سے فرمایا: اذھب ....اباك کہ جاؤ اپنے باپ کو دفن کرو،ایک مرتبہ حضرت اسما کی والدہ مکہ سے مدینہ آئیں ماں مشرک بیٹی مسلم ماں کو دیکھ کر پریشان ہوئیں اور سوچنے لگی کہ ماں کے ساتھ کیا کیا جائے شاید(مجھے محسوس ہوتا ہے کہ)پریشانی کی وجہ یہ آیت رہی ہوگی(إنما المشرکون نجس)رسول

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ! میری ماں آئی ہیں اور وہ مشرک ہیں امید لے کر کے آئی ہیں کہ بیٹی سے کچھ تحفہ لے کر آئیں گے، کیا فرماتے ہیں رسول اللہ " صلی امك "وہ تیری ماں ہے مشرک ہے تو کیا ہوا وہ تیری ماں ہے، اور ماں کے ساتھ جو سلوک ہونے چاہئیں وہ کرو تو خلاصہ یہ نکلا کہ خونی رشتہ اسلام اور کفر کی وجہ سے ختم نہیں ہوتا ہے۔

مسلم اور غیر مسلم سب بھائی ھیں

تو نتیجہ یہ ہوا کہ ہر انسان آپس میں بھائی بھائی مسلم اور غیر مسلم سب آپس میں بھائی بھائی تو جیسے ہمیں مسلمانوں کی فکر کرنی ہے کہ وہ جہنم سے بچ جائیں اسی طریقہ سے ہمیں غیر مسلموں کی بھی فکر کرنی ہے کہ وہ جہنم سے بچ جائیں یہاں بہت سارے لوگوں کو اور مزید اشکال ہوتا ہے بہت سارے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر غیر مسلم اسلام کا دشمن ہے، یہ نظریہ قرآن کی صریح تعلیم کے خلاف ہے۔کیا دلیل؟ کہا اللہ تعالی نے: لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (آیت 8-سورۃ الممتحنۃ) اللہ تعالی تمہیں نہیں روکتا ان لوگوں سے جنہوں نے تمہارے ساتھ جنگ نہیں کی دین کو لے کر اور نہ ہی تم کو گھروں سے نکالا کہ اللہ تعالی ان غیر مسلموں سے نہیں روکتا کس بات سے کہ تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو: وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ اور تم ان کے ساتھ انصاف کرو إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ اللہ تو انصاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں اس آیت میں ان غیر مسلموں کا تذکرہ ہے جو اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی نہیں کرتے، اچھا جو دشمنی کرتے ہیں ان کیساتھ کیا حکم ہے؟ آگے بتایا جارہا ہے: إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (آیت 9-سورۃ الممتحنۃ)

اللہ تعالی تم کو روکتا ہے ان غیر مسلموں سے جنہون نے تم سے جنگ کی دین کو لے کر اور انہوں نے تم کو گھروں سے باہر کیا مکہ سے باہر کر دیا اور جنہوں نے ایسا کرنے والوں کا ساتھ دیا، کس بات سے روکتا ہے ''أن تولوهم'' کہ تم ان کو دوست سمجھو۔ کیونکہ دشمن کو دوست سمجھنا عقل مندی نہیں ہے دشمن کو دوست سمجھو گے تو نقصان اٹھاؤ گے اس لئے دشمن کو دشمن ہی سمجھو سمجھ کر کیا کرو دشمن سمجھ کر کیا کرو گے، ان کی صفائی کر دینے کی کوشش کرو ختم کر دو سب کو مار مار کر یا یہ کہ وہ نہیں مل سکتے تو ان سے نفرت کر کے دور ہو جاؤ، یا یہ کہ ان سے دشمنی برقرار رکھو نہیں بلکہ ان سے دشمنی ختم کرنے کی کوشش کرو۔

دشمنی کیسے ختم ھو گی؟

ہاں لیکن دشمنی کیسے ختم ہو وہ تو دشمن ہے ہم سے نفرت کرتا ہے اس سے دشمنی کیسے ختم ہوگی اللہ تعالی ترتیب بتا تا ہے۔ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا (آیت 2– المائدۃ) کسی قوم کی دشمنی تم کو مجرم نہ بنائے اور دشمنی بھی دین کو لے کر کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روک دیا بلکہ باہر کر دیا تو کسی قوم کی دشمنی تم کو مجرم نہ بنائے کہ تم زیادتی کر بیٹھو۔ تمہاری طرف سے زیادتی نہیں ہونی چاہئے، اگر انہوں نے تم کو ستایا ہے تم بھی انسان ہو انسان کے دل میں انتقام کا جذبہ ہوتا ہے تو انسان ہونے کے ناطے اللہ تعالی اجازت دیتا ہے کہ اگر تم بدلہ لینا چاہتے ہو تو لے سکتے ہو، مگر اسی حد میں جتنا تم کو ستایا گیا ہے ورنہ اگر صبر کرو گے تو بہتر ہے۔ کہا تھا اللہ تعالی نے: (وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ) اگر تم بدلہ لینا چاہتے ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تم کو ستایا گیا ہے وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

بہت سارے لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اگر اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دیا جائے تو وہ اور سر چڑھ جائیگا خوب ستائے گا، بات ایسی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نہیں ہے، وہ بھی انسان ہے اس کے سینے میں نرم دل موجود ہے آپ کا نرم رویہ اس پر اثر کر کے رہے گا وہ سوچے گا یہ کیسے لوگ ہیں ہم ان کو گالی دیتے ہیں تو یہ ہم کو دعائیں دیتے ہیں ۔ وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا جاہل ان کو گالی دیتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں تو کہتے ہیں اللہ تم کو سلامت رکھے، وہ سوچنے پر مجبور ہوگا کہ اگر ہمارا دشمن ہوتا تو ہمیں دعا دیتا؟ اللہ تم کو سلامت رکھے؟ مجبورا کہے گا، تم کہنا کیا چاہتے ہو ذرا بتاؤ تو اپنے دین کے بارے میں ۔ جب آپ دین بتائیں گے دین کی خوبی اس پر واضح ہوگی شرک کی برائی اس پر واضح ہوگی ہم کس کی عبادت کرتے ہیں وہ تو کچھ ہے ہی نہیں (أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ (95) الصافات) (وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (96) الصافات) أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا۔ یہ تو سب حقیقت نہیں ہم تو کچھ اور ہی کر رہے ہیں، وہ سنے گا تمہاری بات تو کیا ہوگا۔ (وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ (آیت 34:فصلت) اچھا سلوک اور برا سلوک دونوں برابر نہیں ہو سکتے تم برے سلوک کا جواب اچھے سلوک سے دو۔ یہی نصیحت ہے تم کو (فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ) یہ دشمنی ختم ہو جائے گی اور وہ تمہارا جگری دوست ہو جائے گا یہ مت سمجھو کہ یہ بس فلسفہ ہے جسے لوگوں نے گھڑ لیا ہے بات ایسی نہیں، یہ ہو کر رہا پڑھو اپنی تاریخ۔ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا پڑھو اپنی تاریخ ۔ تیرہ سال مکہ میں ستایا، ہجرت کرنے پر مجبور کیا، ہجرت کر کے مدینہ آئے، ہر سال جنگ، ہر جنگ، آٹھ سال تک یہ معاملہ جاری رہا، پھر جب اللہ نے مسلمانوں کو قوت دی، ان کے خلاف معاہدہ کرنے کی وجہ سے ان پر حملہ ہوا، مکہ پہنچی مسلم فوج، اس وقت ہر انسان کا دل دھڑک رہا رہا ہے، کسی میں مقابلہ کی ہمت نہیں، سب دروازے بند کئے کانپ رہے ہیں، کہ ہم نے ان کو مکہ سے باہر کیا، ان کے بہت سارے آدمیوں کو مارا، یہ مکہ ہی کے رہنے والے ہیں، ہر آدمی کو پتہ ہے کہ کس نے کس جنگ میں کسے قتل کیا ہے، کہیں آج میرا دروازہ نہ کھٹکھٹا یا جائے، فلاں نکلو، تو نے فلاں جنگ میں فلاں کو قتل کیا، پکڑو اور اس کو مار دو۔ سب کا دل دھڑک رہا ہے، ایسے میں اعلان ہوتا ہے (اذهبوا فأنتم الطلقاء) جاؤ میں نے تم کو معاف کر دیا سب کو معاف کر دیا۔

جوق در جوق لوگ اسلام میں داخل

ایسا انسان تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا اکیس سال سے ہم نے اسے ستایا اور اس نے پلک جھپکتے ہی ہم سب کو معاف کر دیا، اثر کیا ہوا لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو گیے ،اسی وقت یہ آوازیں بلند کیں کہ ایسا انسان تو ہم نے نہیں دیکھا، یہ تو رحمۃ للعلمین ہے، یعنی اکیس سال کی مدت میں جتنے لوگ اسلام نہیں لائے ،اس ایک دن کی معافی میں کئی گنا بڑھ کر ان کی تعداد اسلام میں داخل ہوگئی۔ (وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ) یہ مت کہئے کہ وہ سر چڑھ جائیگا نہیں، تمہاری نرمی ضرور کام آئے گی فأصبحتم بنعمته إخوانا کا منظر ہوگا۔ تو بھائی ہم مسلمان ہیں، مسلمان وہ نہیں جو صرف اپنے لئے ہی ہے یا مسلمان وہ نہیں جو صرف مسلمانوں کے لئے ہے، مسلمانوں کو تو مکلّف کیا گیا ہے کہ تم ہر انسان کے لئے ہو، ہر انسان کو جہنم سے بچانے کی کوشش کرو۔

ذرا سوچئے تو! ہمارا دعوی ہے بلکہ یقین ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے نمونہ ہیں، چنانچہ ہماری پوری کوشش یہی ہوتی ہے کہ ہماری نماز ویسی ہو، جیسے حضور کی نماز ہوتی تھی، ہماری پوری کوشش ہوتی ہے کہ ہمارا حج ویسا ہی ہو جیسا کہ رسول اللہ حج کی کرتے تھے، تو دعوت میں ہمارے لئے کون نمونہ ہے۔

کیا رسول اللہ کی دعوت صرف مسلمانوں کیلئے خاص تھی؟

غیر مسلموں کے سلسلہ میں آپ کی کیسی تڑپ تھی، اللہ تعالی کیا کہتا

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہے اس کو: (لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ (3) الشعراء) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے اسفاً مارے غم کے۔ کس بات کا غم ان لم یؤمنو ا کہ وہ ایمان کیوں نہیں لائے، ہمارا انسانی بھائی شرک پر مرکر جہنم میں جائے، اللہ اکبر یہ فکر کہ ہمارا یہ دل یہ غم کھائے جا رہا ہے آپ کو، کہ ہمارا انسانی بھائی شرک پر مرکے جہنم میں جائے گا، ہم ان کو بچانے کیلئے کیا کریں: قولوا لا اله إلا الله تفلحون، لا الہ کہہ لو جہنم سے بچ جاؤ گے۔

رسول اکرم ﷺ خود اپنے دل کیفیت کیا بیان کرتے ہیں کہتے ہیں میری مثال اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے کہ کوئی آگ جلائے اس میں کیڑے مکوڑے آکر گر رہے ہوں اور وہ اس کو ہٹائے کہ بھائی ادھر ہٹو جل جاؤ گے، اپنی کیفیت رسول فرماتے ہیں: انی لأخذ بحجزكم عن النار وانتم تقتحمونها میں تمہاری پیٹھ پکڑ کے کھینچ رہا ہوں کہ تم جس راستے پر چل رہے ہو وہ جہنم میں لے جانے والا ہے۔ وانتم تقتحمونها مگر تم ہو کہ شرک پر جان دے رہے ہو، لا الہ الا اللہ نہیں کہہ رہے ہو، لا الہ الا اللہ کہہ لو جہنم سے بچ جاؤ گے، کیسی تڑپ تھی آپ کے دل میں، تو ہمارے دلوں میں یہ تڑپ نہ ہو اور ہم کہیں کہ ہم پکے متبع رسول ہیں، کیسے ہم متبع رسول ہیں؟ کتنی بڑی کمزوری ہے اور یہ کمزوری اتنی بڑی ہے، اس کی قباحت کو آپ جاننا چاہتے ہو کہ یہ کتنی بڑی کمزوری ہے مسلمانوں کی، تو سنیئے آیت کہا اللہ تعالی نے:

ومن أظلم ممن كتم شهادة عنده من الله اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو چھپائے اس شہادت کو جو اسے اللہ کی جانب سے ملی ہے، کس کو شہادت ملی ہے اللہ کی جانب سے اور کیا شہادت ملی ہے اللہ کی جانب سے، مسلمانوں کو شہادت ملی ہے۔ کیا دلیل کہا اللہ تعالی نے: وكذلك وجعلناكم أمة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ہم نے تم کو بہترین امت بنایا ہے کس سے خطاب ہے، مسلمانوں سے ہے، ہم نے تم کو بہترین امت بنایا ہے لتكونوا شهداء على الناس تا کہ تم گواہی دو انسانوں پر کیا، گواہی دینی ہے انسانوں پر، مسلمانوں کو وہی گواہی دینی ہے جو گواہی انبیاء نے دی ہے، کہا اللہ تعالی نے: ما قلت لهم الا ما امرتني به ان اعبدوا الله ربي وربكم وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم عیسیٰ کہیں گے اے اللہ میں نے تو ان سے وہی کچھ کہا جس کا حکم تو نے دیا تھا، وہ کیا ہے۔ ان اعبدوا الله ربي و ربكم۔ لوگو اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب اور تم سب کا رب ہے وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم اور جب تک میں ان میں رہا اس بات پر گواہ رہا، اس بات کی دعوت دیتا رہا، یہی گواہی مسلمانوں کو دینی ہے، نہ دے کر مسلمان سب سے بڑا ظالم، اس ظلم کی سزا سنیئے، قرآن کیا کہتا ہے، کہا اللہ تعالی نے ان الذين يكتمون بیشک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں اس واضح دلیل اور ہدایت کو جس کو ہم نے کتاب میں اتارا سارے انسانوں کیلئے۔

حق کو چھپانے والا کون ہے؟

چھپانے والا کون، مسلمان، مسلمان کہتا ہے قرآن ہماری کتاب ہے، غیر مسلم چھونے نہ پائے، اللہ کہتا ہے شہر رمضان الذی أنزل فيه القرآن هدى للناس رمضان کے مہینے میں قرآن اتارا گیا، وہ سارے انسانوں کی ہدایت کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ غیر مسلموں سے کہتا ہے: افلا يتدبرون القرآن أم على قلوب اقفالها یہ قرآن سمجھ کر پڑھتے کیوں نہیں کیا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں کہ پڑھیں، تو اللہ تعالی ان کو قرآن پڑھنے کی دعوت دیتا ہے، اور ہم کہیں کہ وہ چھونے نہ پائیں، کیسے پڑھیں گے، اتنا ہی نہیں ہم نے محمد کو چھپایا، کیسے، مسلمان کہتا ہے: محمد ہمارے رسول ہیں، اللہ تعالی کہتا ہے (قل یاایھاالناس انی رسول الله إليكم جميعا) آپ اعلان کیجئے اے انسانو! میں تم سب کا رسول ہوں۔ اتنا ہی نہیں مسلمانوں نے اللہ کو بھی چھپایا ہے، وہ کیسے، اللہ کو کون چھپا سکتا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہے، وہ کیسے، سنئے غیر مسلم یہ سمجھتا ہے کہ اللہ مسلمانوں کا معبود ہے ، ہمارے معبود تو رام کرشن فلاں فلاں ہیں، ہم نے ان کو بتایا ہی نہیں کہ اللہ جس کی ہم عبادت کرتے ہیں، وہ سب کا معبود سب کا خالق ہے، ہمارا بھی خالق، تمہارا بھی خالق، ہم نے ان کو بتایا ہی نہیں: یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم ہم نے اللہ کو بھی چھپایا۔ تو اس جرم کی سزا کیا ہوگی؟

کتمان حق کی سزا کیا ہے؟

اس جرم کی سزا سنیے أولئك یلعنهم الله و یلعنهم اللعنون ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اللہ کا عذاب آتا ہے و یلعنهم اللعنون اور لوگ بھی اس پر لعنت بھیجتے ہیں، لوگ بھی اس کو دشمن سمجھتے ہیں، دشمن سمجھ کر آتے ہیں، تو اس وقت جو مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے ساری دنیا میں بھی اور اس ملک میں بھی، یہ نتیجہ ہے کس کا، ہماری کوتاہی کا، کہ ہم نے ان کو اپنا بھائی ہی نہیں سمجھا، ہم نے ان کو جہنم سے بچانے کی کوشش ہی نہیں کی، ہم نے ان کو بتایا ہی نہیں، ہم تو سب کے خیر خواہ ہیں سب کی خیر خواہی چاہتے ہیں، ہم تم کو جہنم سے بچانا چاہتے ہیں، ہم نے بتایا ہی نہیں، ہم نے ان کو دور دور رکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہم کو دشمن سمجھ رہے ہیں اور ہم کو ستا رہے ہیں، یہ اللہ کا عذاب ہے۔

عذاب سے بچنے کی صورت کیا ہے؟

اب اس عذاب سے بچنے کی صورت کیا ہے؟ بچنے کی صورت وہی ہے جس کو اللہ نے متعین کیا ہے، اللہ نے کیا متعین کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: إلا الذین تابوا و أصلحوا وبینوا) ہاں اگر یہ توبہ کر لیں کہ اللہ ہم سے تو بڑی غفلت ہوئی ہم تو غیر مسلم کو کوئی اور ہی قوم سمجھ رہے تھے۔ ہم تو غیر مسلم کو دشمن سمجھ رہے تھے آج ہماری آنکھ کھلی وہ تو ہمارے بھائی ہیں ان کو جہنم سے بچانے کی کوشش کرنا ہم پر فرض ہے۔ ہدایت دینا تو اللہ کا کام ہے، مگر ہم سے بڑی کوتاہی ہوئی اے اللہ ہم اس سے توبہ کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم اس سے توبہ کرتے ہیں، مگر یہ توبہ زبانی نہیں چلے گی کہ توبہ کرتے ہیں پھر کیا کرنا ہوگا: واصلحوا یہ جو دعوت تم نے چھوڑی ہے اس کے نتیجہ میں خود تمہارا عقیدہ کمزور ہو گیا ہے، تمہارے اخلاق خراب ہو گئے اور تم بہت ساری بداعمالیوں میں مبتلا ہو گئے ہو، اپنی اصلاح تو کرو: واصلحوا آپ کے اندر جو کمزوریاں پیدا ہوئی ہیں، خواہ عقیدہ کی ہوں اخلاق کی ہوں عملی ہوں اس سے اپنے آپ کو پاک کرو، ان کی اصلاح ہونی چاہئے، اسلام کے سارے احکام کو اپنایا پھر: وبینوا پھر نکلیں میدان میں کہ بھائی اسلام سب کیلئے ہے، ہمارا خالق سب کا خالق ہے، اور اللہ کی عبادت کرو نجات پاؤ گے: قولوا لا اله إلا الله تفلحون یہی تو کرتے تھے اللہ کے رسول ﷺ، تو اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے: فا ولك أتوب علیهم میں ایسا کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہوں: وأنا التواب الرحیم میں ہی توبہ قبول کرنے والا ہوں۔

میں رحم کرنے والا ہوں، میری رحمت چاہئے تو میرا کام کر کے آؤ، کیا کام کر کے آو؟ کہا اللہ تعالیٰ نے: ان تنصروا الله ینصرکم اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا، اور سن لو جس دن اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہوگئی تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا: وان ینصرکم الله فلا غالب لکم اگر اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہوگئی، تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا، پھر غلبہ کس کا ہوگا: نصر من الله وفتح قریب.

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو توحید پر قائم رہنے کی توفیق نصیب فرمائے، اسلام کو پورے طور سے اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے اور اسلام کا پیغام ہر انسان تک جہاں تک ہو سکے پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہر اس کام کی توفیق نصیب فرمائے، جس سے اللہ راضی ہو اور ہمیں جنت کا استحقاق ہو۔ آمین

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دینی مدارس میں عصری تعلیم
مثبت ومنفی پہلو

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

حکومت کے تعاون اور اثر سے آزاد برصغیر کے دینی مدارس کی ایک روشن تاریخ رہی ہے، موجودہ دور میں عام طور پر تعلیم وتعلم کا مقصد کسب معاش ہوا کرتا ہے؛ اسی لئے جب کسی کورس کی ترغیب دی جاتی ہے تو بطور خاص اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ اس سے آئندہ کیا معاشی مواقع پیدا ہوں گے، عام طور پر ہمارے عصری اداروں میں بہتر روزگار کا حامل شخص پیدا کرنے پر زور دیا جاتا ہے، ڈاکٹر بنایا جاتا ہے، انجینئر بنایا جاتا ہے، وکیل اور ہنر مند بنایا جاتا ہے، ادیب اور جرنلسٹ بنایا جاتا ہے؛ لیکن انسان کو سچ مُچ کا انسان بنانے پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔

دینی مدارس نے اپنا مقصد بنایا ہے: اچھے انسان پیدا کرنا، اس مقصد کے لئے اسلامی تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا اور ہر طرح کی آمیزش سے اس کو محفوظ رکھنا، مدارس کی یہ تحریک جس دور میں شروع ہوئی، اس وقت ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط تھا، انھوں نے یہاں کے قدیم نظام تعلیم کو ختم کرکے ایک نئے نظام تعلیم کی بنیاد رکھی تھی، اس نظام میں مذہبی تعلیمات اور اخلاقی اقدار کا کوئی گزر نہیں تھا؛ بلکہ اس میں دین بیزاری اور اخلاقی بندشوں سے آزادی کو نہایت ذہانت کے ساتھ شامل کر دیا گیا تھا، اس پس منظر میں علماء نے ایسے ادارے قائم کئے، جو خالصتاً دینی تعلیم کے تھے؛ کیوں کہ عصری تعلیم کے لئے تو حکومت خود ہی ہر طرح کی سہولت فراہم کر رہی تھی؛ اس لئے مدارس کے نصاب میں جدید علوم پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی، بنیادی توجہ دینی تعلیم پر کی گئی، پھر جب اس ملک سے انگریز چلے گئے، تو کیا مدارس کے تعلیمی نظام کو اسی نہج پر قائم رہنا چاہئے یا اس میں عصری نظام کی بھی شمولیت ہونی چاہئے؟ اس میں مسلمانوں کے درمیان نقطۂ نظر کا اختلاف پیدا ہوا، یہ اختلاف آج بھی ہے، اور اس میں خاصا افراط وتفریط پایا جاتا ہے۔

ایک رائے یہ ہے کہ مدارس میں تھوڑی سی بھی عصری علوم کی شمولیت نہیں ہونی چاہئے، دوسری انتہا پر وہ حضرات ہیں جو نہ صرف عصری علوم کی شمولیت کے حامی ہیں؛ بلکہ چاہتے ہیں کہ ایک شخص بیک وقت عالم بھی ہو اور ڈاکٹر بھی، عالم بھی اور انجینئر بھی، اسی طرح مختلف علوم وفنون کے ماہر علماء وجود میں آئیں، حقیقت یہ ہے کہ راہ اعتدال ان دونوں کے درمیان ہے، نہ یہ مناسب ہے کہ دینی علوم حاصل والے طلبہ کو مکمل طور پر عصری علوم سے محروم رکھا جائے، اور جب وہ مدرسہ سے نکل کر میدان عمل میں آئیں تو ایسا محسوس کریں کہ وہ کسی اور دنیا میں آگئے ہیں، اور نہ یہ بات قابل عمل ہے کہ ایک شخص بیک وقت اسلامی علوم میں بھی بصیرت حاصل کرلے اور عصری تعلیم کے کسی شعبہ کا بھی ماہر ہو۔

اس سلسلہ میں غور کرتے ہوئے ہمیں چار نکات کو مدنظر رکھنا چاہئے، اول یہ کہ اسلام میں عصری علوم کی حیثیت کیا ہے؟ دوسرے: مدارس میں عصری علوم کو شامل کرنے کے فائدے کیا ہیں اور نقصانات کیا ہیں؟ تیسرے: عصری علوم حاصل کرنے کے بارے میں اکابر علماء کی کیا رائے رہی ہے، چوتھے: اگر عصری علوم دینی مدارس کے نصاب میں شامل کئے جائیں تو اس کے لئے قابل عمل صورت کیا ہوسکتی ہے کہ طلبۂ مدارس عصری علوم سے بھی آشنا ہوں اور دینی تعلیم کے اصل مقصد کو بھی نقصان نہ پہنچے۔

۱) جہاں تک عصری علوم کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر کی بات ہے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلام کسی بھی ایسے علم کا مخالف نہیں ہے، جو انسانیت کے لئے نفع بخش ہو؛ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاء فرمایا کرتے تھے: اللهم اني أسئلك

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

علما نافعا (سنن ابن ماجہ،حدیث نمبر:۹۲۴) اے اللہ! ''میں آپ سے ایسے علم کا سوال کرتا ہوں جو نافع ہو'' نافع ہونا دو صورتوں کو شامل ہے، دین اور آخرت کے لئے نافع ہونا، دنیا میں انسان جن ضرورتوں سے دو چار ہیں، ان ضرورتوں کو حاصل کرنے میں نافع ہونا؛ اس لئے وہ تمام علوم جو کسی جہت سے انسان کو نفع پہنچاتے ہیں، اسلام کی نظر میں پسندیدہ علوم ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب ارشاد فرمایا: الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن (سنن ترمذی،حدیث نمبر:۲۶۸۷)''علم و حکمت کی بات مومن کا گم شدہ اثاثہ ہے'' یعنی جیسے انسان اپنی گمشدہ چیز کے حاصل کرنے کا مشتاق رہتا ہے، یا خاندان کے گمشدہ عزیز کے پانے پر خوش ہوتا ہے، اسی طرح اگر کوئی علم و حکمت کی بات مسلمان کو حاصل ہو تو اسے شوق ومحبت کے ساتھ اس کا استقبال کرنا چاہئے؛ اس لئے یہ بات بالکل واضح ہے کہ مفید عصری علوم کا حاصل کرنا پسندیدہ بات ہے، اور اسلام ہرگز اس کا مخالف نہیں ہے۔

یہی صورت حال زبانوں کی ہے، عربی زبان کو یقیناً ایک خصوصیت اور عظمت حاصل ہے؛ کیوں کہ اسی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا، اسی زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات و معمولات محفوظ کئے گئے، اور اسلامی علوم کے سرمایہ کا بڑا حصہ اسی زبان میں محفوظ ہے؛ لیکن زبانیں سب کی سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں، اور اللہ کی نعمت ہیں، کوئی زبان حقیر نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عبرانی یا سُریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا، (صحیح ابن حبان: ۷۱۳۶) جو یہودیوں اور عیسائیوں کی زبان تھی؛ اس لئے انگریزی یا دوسری مشرقی و مغربی زبانوں کی تعلیم و تعلم میں کوئی حرج نہیں ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فارسی النسل تھے، اور انہوں نے قرآن مجید کی بعض سورتوں کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے عرب و ہند کے تعلقات میں لکھا ہے کہ بالکل ابتدائی دور میں عرب تجار ہندوستان میں تشریف لائے، اور انہوں نے مالابار کے علاقہ میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، انہوں ایک ہندو راجہ کے مطالبہ پر قرآن مجید کا مقامی زبان میں ترجمہ بھی کیا، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں نے زبان کے معاملہ میں کسی تنگ نظری سے کام نہیں لیا، اور جہاں پہنچے، وہاں ان کی زبان اختیار کرتے ہوئے ان تک اللہ تعالیٰ کا دین پہنچایا، انگریزی زبان کا بھی یہی معاملہ ہے؛ بلکہ اگر غور کریں تو انگریزی زبان کے انٹرنیشنل حیثیت حاصل کر لینے میں خیر کا ایک بڑا اہم پہلو ہے؛ کیوں کہ پہلے زمانہ میں اگر پوری دنیا تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہوتا تو نہ جانے کتنی زبانیں سیکھنی ہوتیں، آج صرف انگریزی زبان سیکھ کر پوری دنیا تک اسلام کی دعوت پہنچائی جاسکتی ہے؛ اس لئے اسلام نہ کسی نافع علم کا مخالف ہے، اور نہ کسی زبان کا، اسلام صرف یہ چاہتا ہے کہ انسان اپنے علم کو انسانیت کی بھلائی کے لئے استعمال کرے اور زبان کو اچھی باتوں کی طرف دعوت کا ذریعہ بنائے۔

۲) دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ عصری علوم کو حاصل کرنے کے فائدے کیا ہیں اور نقصانات کیا ہیں؟ -- اگر غور کیا جائے تو علماء کے انگریزی زبان اور عصری علوم حاصل کرنے سے مختلف دینی فائدے متعلق ہیں، اول یہ کہ اس طرح وہ برادران وطن تک بہتر طریقہ پر اسلام کی دعوت پہنچا سکتے ہیں؛ کیوں کہ انگریزی ایسی زبان ہے، جو ملک کے تمام علاقوں میں پڑھے لکھے لوگوں کے درمیان بولی اور سمجھی بھی جاتی ہے، اور دعوت دین کے کام میں عصری معلومات مؤثر رول ادا کرسکتی ہیں، دوسرا اہم ترین فائدہ یہ ہے کہ اس وقت اسلام کے خلاف ایک زبردست فکری یلغار جاری ہے، قرآن مجید، حدیث نبوی، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، اسلامی شریعت غرض کہ دین کے ہر شعبہ پر حملے کئے جارہے ہیں، اور خود مسلمانوں کی نئی نسل میں تشکیکی ذہن پیدا ہورہا ہے؛ اگرچہ کہ اب ہندوستان میں سنگھ پریوار کے لوگ بھی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اسلام کے خلاف غلط فہمیاں کرنے کا کام بڑے پیمانے پر کر رہے ہیں؛ لیکن ان سب کا سرچشمہ یہودی اور عیسائی مستشرقین ہی کا مواد ہے، جو انگریزی زبان میں ہے؛ اس لئے اگر آج علماء دفاعِ اسلام کا کام کرنا چاہیں تو ان کے لئے انگریزی زبان سے واقف ہونا نہایت ضروری ہے؛ کیوں کہ دعوت دین کا کام تو عوام بھی کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں؛ اسی لئے قرآن مجید میں فریضۂ دعوت کا مخاطب پوری امت کو بنایا گیا ہے۔ "كنتم خير امة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر" (آل عمران:۱۱۰) لیکن دفاع اسلام کا کام علماء ہی کر سکتے ہیں، اور علماء نے ہمیشہ اس کام کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔

عباسی دور میں جب یونانی فلسفہ عالم اسلام داخل ہوا، اور یہ علوم تشکیکی ذہن پیدا کرنے کا سبب بننے لگے تو امام غزالیؒ اُٹھے اور انہوں نے فلسفہ ومنطق کے اصولوں پر ان سوالات کے جوابات دیئے، پھر آگے علامہ ابن تیمیہؒ علم کے اُفق پر نمودار ہوئے تو انہوں نے اقدامی طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے خود فلاسفہ یونان کے افکار کو غلط ثابت کیا، اور اس طرح دفاعِ اسلام کا بہت بڑا کام انجام پایا، افسوس کہ موجودہ دور میں ہم اس سے غافل ہو گئے ہیں، اور ہماری زیادہ تر توجہ باہر سے ہونے والی فکری یلغار کے مقابلہ میں باہمی مسلکی اختلاف کی طرف ہوگئی ہے، ہندوستان میں تعلیمی اعتبار سے دو اہم دبستان ہیں، دارالعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء، دارالعلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے پوری زندگی آریہ سماجی اور ہندو احیاء پرستی کے مقابلہ میں لگائی، اور تحریک ندوۃ العلماء کے مؤسس حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ نے عیسائیت اور قادیانیت کے رَد کو اپنی زندگی کا مشن بنایا، یہ فضلاء کے لئے خاموش پیغام ہے کہ ان کی توجہ کا اولین ہدف دفاعِ اسلام ہونا چاہئے، اور اس کے لئے انگریزی زبان، مغربی افکار اور مغربی اور ہندوستانی تاریخ سے واقف ہونا ضروری ہے۔

عصری علوم سے واقفیت کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے فضلاء عصری درسگاہوں اور بالخصوص انگلش میڈیم اسکولوں میں بہتر طور پر کسی احساس کمتری کے بغیر اسلامیات کی تعلیم دے سکتے ہیں، یہ ایک اہم کام ہے، اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کام کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے، اللہ کا شکر ہے کہ مسلم مینجمنٹ کے تحت چلنے والے اداروں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے، اور وہاں اسلامیات کی تعلیم کے لئے ایسے اساتذہ کی ضروت پڑ رہی ہے جو انہیں انگریزی زبان میں دینی تعلیم دے سکیں، اردو زبان میں اگر انہیں تعلیم دی جائے تو اول تو بہت سے طلبہ اسے سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں، دوسرے: چونکہ اس وقت انگریزی زبان کا جادو پورے ماحول پر اثر انداز ہے؛ اس لئے طلبہ اردو زبان میں ہونے والی تعلیم کو قدر وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے اور خود مدرّس میں بھی احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے۔

اسی سے قریب تر چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اگر علماء انگریزی زبان سے واقف ہوں تو وہ بہتر طور پر نئی نسل سے مخاطب ہو سکتے ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے دینی مدارس اور علماء کا طبقہ عربی و فارسی آمیز الفاظ نیز علمی اصطلاحات سے بوجھل جس طرح کی اردو بولتا ہے، وہ اکثر نئی نسل کی سمجھ سے باہر ہوتی ہے، بہت سے نوجوان عقیدت کے جذبہ اور ادب کے تقاضے سے سر جھکا کر بظاہر توجہ کے ساتھ ہم جیسوں کی بات سنتے ہیں؛ لیکن پھر اگر وہ کوئی سوال کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ہمارے خطاب کی بنیادی باتوں کو بھی نہیں سمجھ پائے؛ اس لئے یہ بات بہت ضروری ہوگئی ہے کہ خود مسلمانوں میں دعوت واصلاح کے کام کے لئے علماء انگریزی زبان سیکھیں، اور انگریزی آمیز اردو میں اپنی بات نئی نسل کے سامنے پیش کریں۔

ان فوائد کے علاوہ اس بات کی بھی توقع ہے کہ اگر علماء عصری علوم سے واقف ہوں تو وہ اسلامی ماحول اور دینی تربیت کے ساتھ عصری تعلیم کے ادارے قائم کر سکیں گے، نیز اِس وقت

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دینی مدارس کی طرف آنے کا رجحان جس تیزی سے کم ہو رہا ہے، اور بڑے مرکزی مدارس کے علاوہ اکثر دینی درسگاہوں میں طلبہ کی تعداد گھٹتی جا رہی ہے، اس کا بھی تدارک ہوگا، اور جب والدین دیکھیں گے کہ ان مدارس میں بھی ہمارے بچے دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کو حاصل کر رہے ہیں، تو ان شاء اللہ مدارس کی طرف رجحان بڑھے گا۔

دینی مدارس کے نصاب میں عصری علوم اور انگریزی زبان داخل کرنے کے بعض منفی پہلو بھی ہیں، اور اس سلسلہ میں دو باتیں خاص طور پر اہم ہیں: ایک یہ کہ جن اداروں میں اس کا تجربہ کیا جا رہا ہے، وہاں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایسا نصاب پڑھنے والے طلبہ نہ اچھے عالم بن سکے اور نہ عصری علوم میں کوئی کمال حاصل کر سکے، یہ ایک بجا شکوہ ہے؛ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس بیماری کا علاج کیا جا سکتا ہے، اصل میں جن لوگوں نے اس طرح کے نصاب بنائے ہیں، عام طور پر ان کا تعلق عصری علوم سے تھا، انہوں نے نصاب میں توازن کا خیال نہیں رکھا، وہ اس بات پر کما حقہ توجہ نہیں دے سکے کہ کسی نصاب کے کامیاب ہونے کے لئے صرف یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ اچھے مضامین پر مشتمل ہو؛ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قابل عمل ہو، اگر مدارس اسلامیہ کے مروجہ نصاب کے تمام مضامین کے ساتھ ساتھ عصری درسگاہوں کا مروجہ پورا نصاب پڑھانے کی کوشش کی گئی تو یہ غیر متوازن نصاب ہوگا، اور یقیناً مفید کے بجائے مضر ہو جائے گا، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے بعض معترضین کے جواب میں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے ''زمانۂ واحد میں علوم کثیرہ کی تحصیل سب علوم کے حق میں باعث نقصانِ استعداد رہتی ہے''؛ لیکن اگر عصری مضامین کو توازن کے ساتھ شامل کیا جائے اور ایسا نصاب نہ ہو جو طلبہ کے لئے ناقابل برداشت بوجھ بن جائے تو ان نقصانات سے بچا جا سکتا ہے؛ چنانچہ گذشتہ چودہ پندرہ سالوں سے برصغیر کے بعض مدارس میں اس کا کامیاب تجربہ کیا جا رہا ہے، اور اس کے بہتر نتائج سامنے آرہے ہیں۔

دوسرا منفی پہلو یہ ہے کہ دینی مدارس کے بعض فضلاء جب عصری تعلیمی اداروں میں جاتے ہیں تو ان کی شکل وصورت اور سوچ بدل کر رہ جاتی ہے، اور مدارس کی سالہا سال کی محنت رائیگاں ہو جاتی ہے؛ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس کے دو بنیادی اسباب ہیں: ایک یہ کہ مدارس کے یہ فضلاء انگریزی زبان اور عصری علوم سے بالکل ہی نابلد ہوتے ہیں؛ اس لئے جب وہ عصری اداروں میں جاتے ہیں تو احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں، وہ ایک طرح کی مرعوبیت کا شکار بن جاتے ہیں، اور یہ انسانی فطرت ہے کہ جب آدمی کسی شخص یا حلقہ سے مرعوب ہوتا ہے تو اس کو اپنی ہر چیز حقیر نظر آنے لگتی ہے، اور وہ چاہتا ہے کہ وہ اس کی ہر ایک چیز کو اپنا لے، خواہ وہ اچھی ہو یا بُری، اگر مدارس کے فضلاء پہلے سے ایک حد تک عصری علوم سے واقف ہوں تو وہ ان شاء اللہ اس صورت حال سے محفوظ رہیں گے، ادھر کچھ عرصہ سے مختلف مدارس میں فراغت کے بعد انگریزی زبان کا کورس شروع ہوا ہے، یہ فضلاء ماشاء اللہ اپنی پوری پہچان کے ساتھ عصری اداروں میں داخل ہو رہے ہیں، اور وہ نہ صرف احساسِ کمتری سے محفوظ ہیں؛ بلکہ ان کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوا ہے، دوسرے اگر کوئی طالب علم آٹھ سال دس سال پڑھ کر عصری تعلیم کے اداروں میں جائے اور وہ چند مہینوں میں تبدیل ہو جائے تو مدارس کے ذمہ داران کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے نظام تربیت کا بھی جائزہ لیں کہ ضرور ہمارے نظام تربیت میں کچھ کمی پائی جاتی ہے اور اس کی اصلاح کریں۔

اس لئے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دینی مدارس میں انگریزی زبان اور عصری تعلیم کے بعض منفی پہلو بھی سامنے آئے ہیں؛ لیکن وہ ناقابل علاج نہیں ہیں، ہم بہتر تعلیم وتربیت کے ذریعہ ان کا تدارک کر سکتے ہیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جواب دہی کا احساس

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

آپ کو علم ہے، کہ آپ کی بستی میں مسلمانوں کی آبادی کس قدر ہے؟ اس علم کے حاصل کرنے کے بعد اب ذرا یہ دیکھئے، کہ ان میں سے کتنی تعداد ایسی ہے، جو روزانہ پانچ وقت پابندی کے ساتھ، اکٹھا ہوکر، اپنے ایک قبلہ کی طرف رخ کر کے، اپنی ایک کتاب آسمانی کی ہدایت کے موافق، اپنے ایک رسولؐ کی پیروی میں، اپنے ایک خدا کو یاد کرتی ہے؟ کتنی تعداد ایسی ہے، جو پابندی کے ساتھ ماہ رمضان میں روزہ رکھتے، اور اپنے امکان بھر روزہ کی شرائط کا لحاظ رکھتے ہیں؟ کتنے ایسے ہیں، جن پر زکوٰۃ واجب ہے، اور وہ اپنے مال سے پابندی کے ساتھ، یہ رقم نکالتے رہتے ہیں؟ کتنے ایسے ہیں، جو حج بیت اللہ کی مقدرت رکھتے ہیں، اور اپنے اس فرض کو ادا کر چکے ہیں؟ آج اِن سوالات کا جواب دینا شاید آپ ضروری نہ سمجھیں، لیکن ''کل'' یقیناً اس ضرورت کا احساس، حسرت، تاسف، وندامت کے ساتھ ہوگا۔ آپ اگر جاگ چکے ہیں، تو سوتے ہوؤں کو جگانا آپ کا فرض ہے۔ اگر آسانی سے وہ نہیں جاگتے، اور خطرہ قریب پہنچ چکا ہے، تو انھیں جھنجوڑ دیئے، اور خوب زور سے جھنجوڑ دیئے۔ ممکن ہے نیند کی غفلت میں وہ آپ کو سخت سست بھی کہہ بیٹھیں، ممکن ہے، اس کشمکش میں خود آپ کے جسم کو صدمہ پہنچ جائے، لیکن کیا ان اندیشوں سے آپ اپنے فرض کو بھول بیٹھیں گے؟

آپ کی بستی میں کتنی مسجدیں ہیں؟ اور کس حال میں ہیں، آیا آباد، پررونق، اور صحیح وسالم ہیں، یا ویران، سنسان، اور شکستہ و مرمت طلب؟ کوئی مدرسہ اسلامیہ ہے؟ کس حال میں چل رہا ہے؟ بستی کے یتیم ولاوارث بچوں کی تعلیم کا کوئی انتظام ہے؟ نادار وبیکس بیوہ عورتوں کے گذر کی کوئی صورت ہے؟ محتاج وفاقہ کش بوڑھوں اور اپاہجوں کی زندگی کٹنے کا کوئی سامان موجود ہے؟ اسلام کی تعلیم کے اہم اور موٹے اصول سے آپ کی بستی یا محلّہ کے تمام مسلمان، آپ کی رعیت، آپ کے نوکر چاکر، آپ کی اولاد، آپ کے خدمت پیشہ اشخاص، سب واقف ہو چکے ہیں؟ کلام مجید کی تعلیم کا چرچا آپ کے ہاں ہے؟ ضروری مسائل دین، اور ضروری معلوماتِ دنیا سے آپ کے ہاں کے سب لوگ واقفیت رکھتے ہیں؟ آپ کے مسلمان ہمسایہ اپنے فرائض کو پہچانتے، اور مسلمان ہونے کے معنی جانتے ہیں؟ آپ کی آنکھوں میں اگر وہ روشنی آچکی ہے، جس سے دوسرے ابھی محروم ہیں، تو کیا ان کو آنے والے خطروں سے ہوشیار اور آگاہ کرتے رہنا، آپ پر واجب نہیں، خواہ اس کوشش کا انعام آپ کو اپنی بدنامی وفضیحت ہی کی صورت میں کیوں نہ ملے؟

آپ کی بستی کے لوگ عام مسلمانوں کے فائدہ کے کاموں میں اپنی شرکت ضروری سمجھتے ہیں؟ ملک میں جو مختلف مذہبی، قومی، وتعلیمی تحریکیں جاری ہیں، ان میں عملاً اب تک انھوں نے کتنا حصہ لیا ہے؟ اسلامی اخبارات ورسائل کی قدر شناسی اب تک آپ لوگوں نے اپنا فرض خیال کیا ہے؟ اسلامی تصانیف کی خریداری اور اشاعت میں شریک ہونا آپ کی آبادی نے اپنے لئے ضروری سمجھا ہے؟ باہر کے مسلمانوں کے ساتھ رشتہ برادری جوڑے رہنے، ان کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے، اُن کے زخم سے خود تڑپ جانے کا سبق آپ کے ہم وطنوں نے پڑھا ہے؟ اگر ان کے احساسات مُردہ ہیں، اگر وہ اپنی وسیع تر زندگی کی قدر وقیمت سے ناواقف ہیں، تو کیا خود آپ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی؟ کیا آپ کو اپنی ذمہ داری کی بابت کوئی جوابدہی نہ کرنی ہوگی؟

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

حیات حضرت اورنگ زیب عالم گیرؒ کے چند گوشے

تمہیں لے دے کے ساری داستاں میں یاد ہے اتنا

مولانا سید آصف ملی ندوی موبائل: 9892794952

اس بات میں کوئی دو رائے نہیں کہ اورنگ زیبؒ ملت اسلامیہ ہندیہ کے ایک بہت بڑے محسن تھے،لیکن بے حد حیرت کی بات ہے کہ باشندگانِ بھارت کے اس عظیم محسن کی شخصیت کے ساتھ منصفانہ رویہ اپنایا نہیں گیا ، اسلام دشمن عناصر اور احسان ناشناس افراد کا ذکر ہی کیا،اپنوں نے بھی کبھی اس عظیم شخصیت کے غیر جانبدار اور رواداری انہ طرز حکومت کا بے لاگ اور منصفانہ جائزہ لینا ضروری نہیں سمجھا۔ انگریزوں نے ہمارے اس وطن عزیز بھارت میں اپنے قدم مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے اس ملک میں ہندو مسلم منافرت اور افتراق کی دیواریں جن بنیادوں پر رکھی تھیں ان میں سب سے اہم بنیاد یہی تھی کہ بھارت کے انصاف پسند غیر جانبدار مسلم حکمرانوں کی روشن و تابناک تاریخ کو مسخ کرکے پیش کیا جائے ،تاکہ اکثریتی فرقہ کے دلوں میں مسلم حکمرانوں کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف نفرت کا لاوا ہمیشہ پکتا رہے،اوراس کے نتیجہ میں مسلمانوں کواس ملک میں پنپنے نہ دیا جائے یا کم از کم انہیں مرکزی دھارے میں شامل نہ ہونے دیا جائے۔یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر انگریز مؤرخوں نے اسلام دشمنی اور ہندو مؤرخوں نے مسلم بیزاری کے مسموم جذبات سے مغلوب ہوکر اکبر کو گریٹ اور انصاف پسند اور اورنگ زیب کو غاصب، ظالم و جابر، مذہبی، تنگ نظر ،متعصب، جانبدار اور غیر روادار ثابت کرنے کی ہمیشہ سعی نامشکوری کی ہے۔

اورنگ زیب عالمگیرؒ کو انگریز اور ہندو مؤرخوں نے اپنی کتابوں میں کچھ اس طرح پیش کرنے کی کوشش کی گویا ان کے سر پر ہمہ وقت خون سوار رہتا تھا اور وہ بے انتہا ہوس اقتدار میں مبتلا شخص تھے،ان کی شخصیت کو مجروح کرنے کے لئے عام طور پر جو فرد جرم ان پر عائد کی جاتی ہے اس میں سرفہرست دو الزام ہیں، پہلا یہ کہ اورنگ زیب ایک غاصب اور ظالم و جابر بادشاہ تھا جس نے حکومت پر غاصبانہ قبضہ کرنے کے لئے اپنے والد شاہجہاں کو بڑھاپے میں نظر بند کروادیا اور اپنے بڑے بھائی داراشکوہ اور مراد بخش کو قتل یا قید کروادیا۔اور دوسرا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ وہ ایک مذہبی، تنگ نظر،متعصب اور جانبدار و غیر روادار حکمران تھا جس نے متعدد مندروں کو منہدم کرواکر ان کی جگہ مساجد تعمیر کروائیں۔ یہ صحیح ہے کہ اورنگ زیب نے بعض مندروں کو مسمار کروایا،لیکن یہ سب انہوں نے اپنی مذہبی راسخ العقیدگی کی بنیاد پر یا دیگر مذاہب کی بے حرمتی اور ان کے استیصال کے جذبہ سے نہیں کیا بلکہ ان کی وجوہات سیاسی تھیں جن کو عام طور پر متعصب مؤرخوں نے سیاق و سباق سے کاٹ کر اور اس طرح بڑھا چڑھا کر بیان کیا جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ محض ایک سخت گیر ہندو کُش اور منادر شکن حکمراں تھے۔

اورنگ زیب مغلوں میں وہ پہلے بادشاہ تھے جنہوں نے ایک بے انتہا وسیع وعریض سلطنت وحکومت کا فرماں روا اور تاج دار ہوتے ہوئے بھی اور حکومت کے خزانوں کے مختار کل ہونے کے باوجود بھی اپنی روزی روٹی خود کمائی ، وہ ٹوپیاں بُن کر اور قرآن مجید اور دیگر مذہبی کتابوں کی کتابت کے ذریعے اپنے اخراجات پورے کیا کرتے تھے۔غور کرنے کی بات ہے کہ کیا

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ایک ایسا شخص جو بے پناہ سلطنت ارضی کا مالک ہوکر بھی اپنی نان شبینہ کے لئے خود محنت کا عادی ہو، اور جو راتوں کو اپنی خواب گاہ میں آرام دہ اور پرتکلف نرم و گداز بستروں پر پشت ٹیک کر نہیں بلکہ مصلّی پر پیشانی رگڑ کر راحت حاصل کرنے کا عادی ہو، کیا وہ شخص غاصب، ظالم و جابر اور متعصب ہوسکتا ہے! اور محض حکومت وسلطنت کی خاطر اپنے باپ کو نظر بند اور حقیقی بھائیوں کو تہ تیغ کرسکتا ہے؟ یہ صحیح ہے کہ اورنگ زیبؒ نے اپنے بوڑھے باپ شاہ جہاں کو نظر بند کروایا اور اپنے بڑے بھائیوں داراشکوہ، شجاع اور مراد کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ آخر اس نے یہ سب کیوں کیا؟ اس کا جواب دینے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان معترضین سے یہ پوچھا جائے کہ جب ہم دنیا کی کسی بھی قوم (خواہ وہ ہندو ہو یا مجوسی، یہودی ہو یا عیسائی، یا بدھشٹ ہو یا سکھ) کی تاریخ پڑھتے ہیں تو یہ پاتے ہیں کہ ہر قوم میں تخت حکومت پر قابض ہونے کے لئے بیٹوں کی باپ کو، باپ کی بیٹوں کو اور بھائیوں کی بھائیوں کو قتل اور قید یا جلاوطن کرنے کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ اس اعتبار سے جب اقتدار اور سلطنت وحکومت کے حصول کے لئے اپنوں کا خون بہانے کی اس دنیا میں ریت رہی ہے تو پھر تنہا اورنگ زیب ہی کو کیوں کر مورِدِ الزام ٹھہرایا جاسکتا ہے؟

یہ سوال تو محض ان معترضین کے لئے ہے، لیکن بحیثیت مسلمان میرا یہ ماننا ہے کہ اگر کوئی برا کام اکثر لوگ کرنے لگ جائیں تو اکثر لوگوں کے کرنے سے وہ برا کام اچھا نہیں ہوجاتا، بلکہ اس برے کام کو ہمیں برا ہی کہنا ہوگا، تو پھر اورنگ زیب کے اس عمل کو صحیح کیسے ٹھہرایا جاسکتا ہے؟ تو اس کے لئے عرض یہ ہے کہ اورنگ زیبؒ نے یہ سب اپنے دفاع کے لئے کیا اگر وہ اس طرح نہیں کرتے تو خود مارے جاتے اس کی تفصیل جاننے کے لئے ہمیں اس وقت کا پس منظر معلوم کرنا ہوگا جو کچھ اس طرح ہے کہ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ میں شاہجہاں جو بوڑھا اور کمزور ہونے کے ساتھ ساتھ پیشاب بند ہونے کی خطرناک بیماری میں ایسا مبتلا ہوا کہ اس کی اس بیماری سے جاں بر ہونے کی کوئی امید نہ رہی، داراشکوہ نے جو باپ کا چہیتا بھی تھا، باپ کی بیماری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو قلعہ بند کرکے اور اس کی موت کی غلط خبر عام کرکے وسیع و عریض ملک کی حکومت کے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے، اس وقت بقیہ تینوں شہزادے شجاع، اورنگ زیب اور مراد بخش علی الترتیب بنگال، دکن اور گجرات کے صوبوں پر مامور تھے، داراشکوہ نے شاہی محل کی ناکہ بندی کردی اس کی اجازت کے بغیر کسی کو بادشاہ شاہجہاں سے ملاقات کی اجازت نہ تھی، اس نے شجاع، اورنگ زیب اور مراد کے سفراء کو جو دربار میں رہا کرتے تھے ان کو بلواکر ان سے قلم دان واپس لے لئے تاکہ یہ سفراء دربار کی خبریں ان شہزادوں تک بھیجنے نہ پائیں، ساتھ ہی ساتھ اس نے بنگال گجرات اور دکن کے تمام راستے بھی بند کرادیئے تاکہ مسافروں کے ذریعے بھی کوئی خبر ان تینوں شہزادوں تک نہ پہنچ سکے، لیکن کسی طرح یہ خبر ان تک پہنچ ہی گئی، سب سے پہلے شجاع نے بنگال میں اپنی بادشاہت کا اعلان کردیا، اسی طرح مراد نے بھی احمد آباد اور گجرات میں اپنا سکہ قائم کردیا، اورنگ زیب عالم گیر اس وقت شاہ جہان کے حکم سے گلبرگہ کے محاصرہ پر تھے، جہاں ان کی فتح یقینی تھی، عین فتح و کامرانی کے حصول کے وقت داراشکوہ نے اورنگ زیب کی فوج میں شامل افسران کے نام شاہ جہاں کے نام سے ایک حکم نامہ بھجوایا کہ فوراً اورنگ زیب کا ساتھ چھوڑ کر دربار واپس لوٹ آئیں، اورنگ زیبؒ کو مجبوراً اس مہم کو ناتمام چھوڑنا پڑا، داراشکوہ نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اس نے اورنگ زیبؒ کے سفیر عیسیٰ بیگ کو قید کرواکر اس کا گھر ضبط کروادیا اور جودھپور کے والی مہاراجہ جسونت سنگھ کو فوج اور توپ خانہ دے کر گجرات کی طرف روانہ کیا کہ اگر اورنگ زیبؒ آگے بڑھنے کی کوشش کرے تو اس کا مقابلہ کیا جائے اس دوران شہزادہ مراد اور اورنگ زیبؒ نے کچھ شرائط اور فیصلوں کے بعد یہ طئے کیا کہ ہم دونوں ہی اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ متحدہ طور

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پر آگے بڑھیں گے، دونوں شہزادوں کے متحد ہو کر پیش قدمی کی خبر پا کر مہاراجہ جسونت سنگھ نے انہیں روکنے کے لئے فوج کشی کی، اورنگ زیب عالمگیرؒ نے مہاراجہ جسونت سنگھ تک پیغام پہنچایا کہ ہم صرف اپنے والد کی عیادت کی غرض سے جا رہے ہیں، آپ درمیان میں حائل نہ ہوں، لیکن جسونت سنگھ نہ مانا، آخر کار دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا جس میں جسونت سنگھ کو زبردست شکست ہوئی اور اس نے راہ فرار اختیار کی۔ داراشکوہ کو جب جسونت سنگھ کی شکست فاش کی خبر ملی تو وہ خود ساٹھ ہزار سواروں کے ساتھ عالمگیر اور مراد کے مقابلہ کے لئے نکلا، چنانچہ ۱۶ شعبان ۱۰۶۸ھ کو سموگڑھ میں، جہاں عالمگیر اور مراد کی فوجیں ٹھہری ہوئی تھیں داراشکوہ کا اپنے بھائیوں سے بڑا گھمسان کا معرکہ ہوا جس میں داراشکوہ کو کراری شکست ہوئی اور عالمگیر و مراد فتحیاب ہوئے۔ اس تاریخی حقیقت کو جاننے کے بعد ایک عام شخص بھی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ اگر اورنگ زیبؒ اپنا دفاع نہیں کرتے تو یقیناً داراشکوہ نہ صرف اورنگ زیبؒ کو بلکہ اپنے دوسرے بھائیوں شجاع اور مراد کو بھی قتل کرا دیتا، کس قدر تعجب خیز بات ہے کہ اپنے دفاع کے لئے اقدام کرنے والے شخص کو متعصب ظالموں نے قاتل کے روپ میں پیش کر دیا۔ اورنگ زیبؒ کے اس پوری قوت اور شدومد کے ساتھ دفاع کرنے کا اصل مقصد حکومت و سلطنت پر قبضہ کرنا نہیں تھا بلکہ یہ سب انہوں نے اپنی سلامتی کے ساتھ ساتھ ایک عظیم مقصد کے لئے کیا۔

اورنگ زیبؒ کی ابتدائی تعلیم وتربیت کچھ ایسی ہوئی تھی کہ ان کے اندر اسلام کی محبت رچ بس گئی تھی، وہ حکمران خاندان کا ایک فرد ہونے کے ناطے اسلام کی ترقی اور اس کی اشاعت اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے، اور اس کام کو وہ اپنا نصب العین اور بنیادی مشن تصور کرتے تھے، انہیں جب یہ احساس ہوا کہ ان کا باپ اپنے بعد زمام حکومت ایسے شخص کے دست عاقبت نا اندیش میں سونپنے کی تاک میں ہے جو نہ اپنے فرض منصبی سے واقف ہے اور نہ ہی اسے اس مشن کا صحیح ادراک ہے، تو مجبوراً اورنگ زیبؒ کو یہ قدم اٹھانا پڑا، مؤرخین نے لکھا ہے کہ شاہجہاں کا رویہ اورنگ زیبؒ کے ساتھ نہ صرف متعصّبانہ بلکہ ظالمانہ تھا، وہ داراشکوہ کی حمایت کر کے اس کو اپنا جانشین بنانا چاہتا تھا، اور داراشکوہ سے متعلق تقریباً مؤرخوں نے لکھا ہے کہ وہ انتہائی بدقماش، بددین اور بداخلاق و آزاد خیال شخص تھا، جو ہمیشہ مذہبی معاملات اور عقائد میں تطبیق دینے والا ''صلح کل'' اور اکبری پالیسیوں کا پیروکار تھا، اورنگ زیبؒ کے پیش نظر اسلام کا مفاد اور ملت اسلامیہ ہندیہ کا تحفظ تھا، اورنگ زیب اپنے بھائیوں اور بالخصوص داراشکوہ کے طرز زندگی، عیش وعشرت اور تعیش پسندی سے واقف تھے، ان کے نزدیک اپنے بھائیوں کے نظریات اور سوچ وفکر کا زاویہ کچھ ایسا تھا کہ اگر وہ لوگ تخت حکومت پر قابض ہو جاتے ہیں تو اکبر بادشاہ کی طرح محض اپنی شخصیت کو ہردلعزیز بنانے یا اپنی سلطنت کو استحکام بخشنے کے لئے دین واسلام کو دیس نکالا دینے میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے، جس کی وجہ سے شاید ملت اسلامیہ ہندیہ کا وجود اس ملک بھارت میں خطرہ میں پڑ جاتا، یہی وہ وجوہات تھیں جن کی وجہ سے اورنگ زیبؒ کو اپنے باپ کو پورے عزت واحترام اور مکمل آسائش و آرام کے ساتھ نظر بند کرنا پڑا، اور جہاں تک داراشکوہ اور مراد کے قتل کرنے کا معاملہ ہے تو یہ ایک غلط الزام ہے جو اورنگ زیب عالمگیر کے سر تھوپا جاتا ہے کہ اس نے محض حکومت کے لئے ان دونوں کو قتل کروایا، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں ہی کو ذاتی رنجش یا چپقلش کی بنا پر نہیں بلکہ محکمہ قضاء اور عدلیہ کی جانب سے ان پر عائد کئے گئے فرد جرم کی بنیاد پر سزائے موت دی گئی، داراشکوہ کو (جو اورنگ زیب کے آگرہ پر قابض ہونے کے بعد سندھ کی جانب فرار ہو چکا تھا) گرفتار کر کے دہلی لایا گیا، جہاں علماء نے اس کے ملحدانہ نظریات و افکار کی بناء پر اس پر کفر کا فتویٰ لگایا، اور وہ بے دینی اور ارتداد کے جرم میں قتل کیا گیا۔ اور شہزادہ مراد کو (جو اورنگ زیب سے بغاوت

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کرکے گوالیار کے قلعہ میں نظر بند تھا) ایک بے گناہ کے قتل کے قصاص میں سزائے موت دی گئی۔

جہاں تک دوسرے الزام کا تعلق ہے کہ اورنگ زیبؒ مذہبی تنگ نظر یا متعصب تھا تو اس الزام کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہے، بالکل بدیہی بات ہے کہ اگر وہ مذہبی اعتبار سے تنگ نظر ہوتے یا جانب دار اور غیر روادار ہوتے تو وہ اتنے بڑے اور وسیع و عریض ملک پر مسلسل پچاس سال تک کس طرح حکومت کرسکتے تھے، ان کی مذہبی رواداری اور دیگر مذاہب و اہل مذاہب کے احترام وعظمت کی سینکڑوں مثالیں ان کے نصف صدی پر محیط دور حکومت میں بکثرت موجود ہیں جن کو نہ صرف مسلم بلکہ غیر مسلم مؤرخوں نے بھی تحریر کیا ہے کہ اورنگ زیبؒ نے اس ملک کو جنت نشاں بنانے کے لئے یہاں کے مقامی باشندوں سے ہر طرح کے تعلقات بہتر سے بہتر بنائے رکھنے اور ان سے میل جول بڑھانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، ان کے مذہبی رسومات اور عائلی مسائل میں (جن میں بعض بڑے ظالمانہ بھی تھے جیسے ستی کی رسم جس میں بیوہ کو اپنے شوہر کی چتا کے ساتھ زندہ جلا دیا جاتا تھا) کسی طرح کی مداخلت نہیں کی، انہیں اپنی حکومت اور فوج میں بڑے بڑے عہدوں سے نوازا، اپنی وسیع وعریض سلطنت کے نظم ونسق میں انہیں اپنا شریک بنایا، یہاں ایک ہندو مؤرخ ڈاکٹر تاراچند کا ایک اقتباس پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جس کو مفتی محمد صاحب پالن پوری نے اپنی کتاب (تاریخ ہند- مسلم عہد حکومت سے قیام جمہوریت تک) میں نقل کیا ہے۔" وہ (ڈاکٹر تاراچند) فرماتے ہیں: بعض لوگوں کے نزدیک اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی اس کی ناکامی کا سبب ہوئی، بالعموم یہ خیال غلط ہے۔ ہندوؤں کی بغاوتیں ناکام رہیں، اور ان کا کوئی مذہبی یا سیاسی مقصد نہ تھا، اورنگ زیب نے ان کو ہندوؤں ہی کی مدد سے فرو کیا، اس میں کوئی شک نہیں کہ مرہٹوں کے خلاف جنگ مغلیہ سلطنت کے لئے ایک بارِ عظیم ثابت ہوئی، لیکن ان کی بغاوت نہ ملکی تھی نہ مذہبی، فقط ایک قبیلہ کی بغاوت تھی اور دوسرے قبائل کی بغاوت سے بہت مختلف نہ تھی، راجپوت، بندیلے اور شیواجی کے اپنے رشتہ دار اورنگ زیب کی خاطر شیواجی اور اس کے جانشینوں کے خلاف لڑے، اور پھر مرہٹوں نے ہندوؤں کے خلاف بھی حملے کئے، اور ان کے لشکروں میں مسلمان بھی موجود تھے" (تاریخ ہند مسلم عہد حکومت سے قیام جمہوریت تک۔ صفحہ نمبر ۱۷۶)۔ اورنگ زیبؒ کی مذہبی رواداری کو ثابت کرنے کے لئے یہی ایک بات کافی ہے کہ انہوں نے ہندوؤں کے ساتھ نہ صرف رواداری کا مظاہرہ کیا بلکہ شادی بیاہ کے ذریعے ان سے رشتے بھی قائم کئے۔ مشہور مؤرخ محمد ایوب خان نجیب آبادی نے اپنی کتاب (عالمگیر ہندوؤں کی نظر میں) میں اے۔ ڈی۔ بی۔ اے۔ کی تصنیف (سوانح عمری اورنگ زیب) کے حوالہ سے یہ بات تحریر کی ہے کہ: "عالمگیر کے لڑکے شہزادہ معظم کی ماں ہندو دھرم اور راجپوت گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ (عالمگیر ہندوؤں کی نظر میں صفحہ ۸۰)۔ اسی طرح اورنگ زیب کی مذہبی رواداری اور ان کے ہندوؤں کے ساتھ خوش گوار تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے محمد ایوب خان نجیب آبادی نے اپنی اسی تصنیف میں ایک اور واقعہ نقل کیا ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں: "کوڑہ جہان آباد میں متھرامل بنیا نے عالمگیر اورنگ زیب کی ضیافت کی اور عالمگیر نے لالہ جی کی ضیافت بخوشی قبول فرمائی، اور متھرامل کے گھر مہمان کی حیثیت سے جانے میں مطلق تأمل نہیں کیا۔ متھرامل نے اپنی اس عزت افزائی کی یادگار میں ایک باغ تعمیر ونصب کرایا۔ وہ باغ آج تک اورنگ زیب کی بے تعصبی اور ہندو مسلم تعلقات کی صحیح ترجمانی کے لئے موجود ہے۔ جس کا جی چاہے کوڑہ جہان آباد میں جاکر اس باغ کی سیر کرآئے"۔ (عالمگیر ہندوؤں کی نظر میں صفحہ ۸۰)۔

اورنگ زیبؒ پر مندروں کو مسمار کرکے ان کی جگہوں پر مساجد کو تعمیر کرنے کا جو الزام لگایا جاتا ہے، اس کو کچھ اس طرح پیش کیا جاتا ہے جیسے وہ صبح شام بس یہی ایک کام کیا کرتے تھے، اور

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اس طرح مندروں کو گراتے پھرتے تھے جیسے بچے پتھروں کے ذریعے بیری کے درخت سے بیر گراتے ہیں۔ جب ہم مستند تاریخی کتابوں میں اس الزام کی تحقیق کرتے ہیں تو یہ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی وسیع وعریض سلطنت میں نظم ونسق اور عدل و انصاف کو برقرار رکھنے کے لئے نہ صرف مندروں کو بلکہ ہر اس جگہ کو زمیں بوس یا مسمار کرنے کا حکم دیا جس کے متعلق انہیں معلوم ہوتا کہ یہاں سے سازشوں کے چشمے ابلتے ہیں اور یہ جگہ حکومت اور نظم ونسق کے خلاف سازش کدہ بنی ہوئی ہے، پھر وہ جگہ خواہ مندر ہو یا مسجد اس کو مسمار کروادیا۔ چنانچہ ان کی مسمار کردہ عبادت گاہوں میں گول کنڈہ کی جامع مسجد بھی شامل ہے جس کے حکمران تاناشاہ نے حکومت کو خراج دینا بند کردیا تھا، تاناشاہ نے اپنا خزانہ زمین میں دبا کر اس پر جامع مسجد تعمیر کرادی، اورنگ زیبؒ کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے مسجد کو گرا کر خزانہ نکلوایا اور شاہی خزانے میں جمع کرادیا جو عوام کے فلاحی کاموں میں خرچ ہوا۔ اس واقعہ سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ ان چند مندروں یا مسجدوں کو گرانے کی وجوہات مذہبی نہیں بلکہ سیاسی تھیں۔ ایسے دو چار مندروں کو چھوڑ کر (جنہیں اورنگ زیبؒ نے سازش کدہ بنے ہونے کی وجہ سے مسمار کرادیا تھا) بقیہ اکثر مندروں اور عبادت گاہوں کے ساتھ ان کا سلوک اور رویہ اتنا ہی غیر جانبدار اور روادارانہ تھا جتنا اکبر اور جہانگیر وغیرہ کا تھا۔

انہوں نے ایسے تمام مندروں کی جو سازشوں سے پاک و صاف تھے اور جہاں صرف پوجا پاٹ، دھیان گیان یا پرستش کا کام ہوتا تھا نہ صرف حفاظت کی بلکہ انہیں کثیر آمدنی کی جاگیریں بھی عطا کیں، چنانچہ رقعات عالمگیری، وقائع عالمگیر اور اس دور کی دیگر تاریخی کتابوں کے منتشر اوراق میں ایسی متعدد جاگیروں کا پتہ چلتا ہے جنہیں اورنگ زیب نے مندروں یا گردواروں کو عطا کیا تھا اور جن کو محترم خورشید مصطفیٰ رضوی نے اپنی کتاب (تاریخ کی سچائیاں اورنگ زیب اور ٹیپو سلطان) میں ذکر کیا ہے، موصوف کی اس کتاب سے تاریخی حقائق پر مشتمل چند اقتباسات نقل کرتا ہوں جن کو ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس الزام کی حقیقت کیا ہے:

بشمبھر ناتھ پانڈے کی تحقیق:

جناب بشمبر ناتھ پانڈے (سابق گورنر اڑیسہ) نے اس سلسلہ میں نمایاں کام کیا ہے، اپنی کتاب اسلام اینڈ انڈین کلچر (Islam and Indian Culture) میں وہ لکھتے ہیں: ''یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ عرب فاتح جو رویہ ماتحت قوموں کے ساتھ برتتے تھے، وہ ہندوستان میں آکر بالکل پلٹ گیا، ہندوؤں کے مندروں کو جوں کا توں محفوظ چھوڑ دیا گیا اور بت پرستی پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔۔۔۔ سندھ میں اللہ کی عبادت کے ساتھ بتوں کی پوجا کی بھی اجازت دی گئی۔ اور اس طرح باوجود اسلامی حکومت کے بھارت ایک بت پرست ملک بنا رہ گیا۔'' پانڈے صاحب نے الفسٹن کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ: ''مسلم حکم رانوں کے عہد میں ہندوؤں کے مندروں اور دھرم شالاؤں کی حفاظت کی جاتی تھی۔ برندرابن اور گوردھن اور متھرا کے مندروں کو شاہی خزانوں سے مدد دی جاتی تھی، متھرا ضلع کے گوردھن میں ہری دیوی کے مندر میں شاہی دستاویزات موجود ہیں۔'' رائے بہادر لالہ بیج ناتھ نے اپنی کتاب (ہندوستان گذشتہ وحال) میں لکھا ہے کہ: ''ہندوؤں کے مذہب میں کوئی مداخلت عہد اسلامی میں نہیں کی جاتی تھی، نہ ان سے کوئی دشمنی کا برتاؤ ہوتا تھا۔۔۔ مبارک شاہ خلجی کے وقت میں تمام گورنمنٹ کا طریقہ ہندوانہ تھا۔''

پروفیسر آرنلڈ اپنی کتاب (پریچنگ آف اسلام) میں لکھتے ہیں: ''اورنگ زیب کے عہد کی تاریخ میں، جہاں تک مجھے علم ہے، بہ جبر مسلمان کرنے کا کہیں ذکر نہیں۔ اسی طرح حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے بارے میں جو یہ شہرت ہے کہ انہوں نے بہت سے خاندانوں کو مسلمان کرلیا حالانکہ ان کا مسلمان ہونا ان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بادشاہوں سے بہت پہلے کا واقعہ ہے۔''

مندروں کے لئے اورنگ زیب کے فرامین :

انگریز مؤرخوں کی زہریلی تاریخوں نے جو اثرات چھوڑے اس کے شکار جناب بشمبر ناتھ پانڈے بھی ہوئے، ان ہی کی زبانی سنیئے کہ: ''بچپن ہی میں میں نے بھی اسکولوں اور کالجوں میں اسی طرح کی تاریخیں پڑھی تھیں اور میرے دل میں بھی اسی طرح کی بدگمانیاں تھیں لیکن ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس نے میری رائے قطعی بدل دی۔'' یہاں انہوں نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ کہ جب وہ الہ آباد میونسپلٹی کے چیئرمین تھے اور تربینی سنگم کے قریب سومیشور ناتھ مہادیو کے مندر کی جائیداد پر جھگڑا چلا تو اس میں اورنگ زیب کے فرمان بطور ثبوت پیش کئے گئے جن میں اس نے مندر کو جاگیر دی تھی، پانڈے صاحب کو شبہ ہوا کہ یہ فرمان جعلی ہے۔۔ بھلا اورنگ زیب مندروں کو جاگیر عطا کرے ...ناممکن !۔۔ وہ سرتیج بہادر سپرو کے پاس پہنچے اور وہ فرمان انہیں دکھائے۔ سپرو صاحب نے کہا کہ یہ فرمان جعلی نہیں اصلی ہے۔ پانڈے صاحب کو حیرت میں غرق دیکھ کر تیج بہادر سپرو نے اپنے منشی کو آواز دے کر کہا کہ: ''ذرا بنارس کی نگم باڑی شیو مندر کی اپیل کی مسل تو لاؤ۔'' منشی جی مسل لے کر آئے تو ڈاکٹر سپرو نے دکھایا کہ اس میں اورنگ زیب کے چار فرمان ہیں جن میں مندروں کو معافی کی زمین عطا کی گئی تھی۔ اس کے بعد ڈاکٹر سپرو کی صلاح پر پانڈے صاحب نے ملک بھر کے چند قدیم مندروں کے نام خطوط لکھے کہ اگر آپ کے مندروں کو اورنگ زیب یا مغل بادشاہوں نے کوئی جاگیر عطا کی ہو تو ہمیں فوٹو کاپی بھیجئے۔ چنانچہ کچھ دن بعد ہمیں یہاں مندر اجین، بالاجی مندر (چترکوٹ)، کاکا کیا اومانند مندر (گوہاٹی)، جین مندر (گرنار)، دلواڑ مندر (آبو)، گردوارہ رام رائے (دہرہ دون) وغیرہ سے اطلاع ملی کہ ان کو جاگیریں اورنگ زیب نے عطا کی تھیں'' ۔ پانڈے صاحب لکھتے ہیں کہ: مؤرخوں کی تاریخ کے برعکس ایک نیا اورنگ زیب ہماری آنکھوں کے سامنے ابھر آیا۔ اورنگ زیب نے ان مندروں کو جاگیر عطا کرتے ہوئے یہ ہدایت دی تھی کہ ٹھاکر جی اس بات کی دعا مانگیں کہ اس کے خاندان میں حکومت تا قیامت بنی رہے'' (تاریخ کی سچائیاں اورنگ زیب اور ٹیپو سلطان)

ہندوستان کے معروف صحافی اور قلم کار آنجہانی خشونت سنگھ نے ہندوستان ٹائمز کے اپنے معروف کالم میں ۲۲ رنومبر ۱۹۸۶ کو تحریر فرمایا تھا: ''اورنگ زیبؒ نے درجنوں مندروں اور سکھوں کے گردواروں کو بڑی بڑی رقمیں اور جاگیریں عطا کیں، اس کے مہر شدہ اور دستخط شدہ فرمان آج بھی آرکائیوز میں موجود ہیں، اس نے اگر چند مندر مسمار کئے تو چند مسجدیں بھی گرائی ہیں۔ اس نے مندر اور مسجد میں کوئی امتیاز نہیں رکھا جب یہ ثابت ہو گیا کہ ان کا غلط استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس نے اپنے فرمانوں میں برہمنوں اور مٹھوں کے لئے جو عزت افزائی کے الفاظ لکھے ہیں انہیں بہت کم لوگ جانتے ہیں۔'' (ہندوستان ٹائمز مؤرخہ ۲۲ نومبر ۱۹۸۶)

حقیقت یہ ہے کہ اورنگ زیبؒ کے دور حکومت میں مندروں، مٹھوں اور گردواروں کو جتنی جاگیریں عطا کی گئیں شاید کسی ہندو راجا مہاراجا کے دور میں بھی نہیں دی گئی ہوں گی، اس سلسلہ کی اگر مکمل تفصیلات جاننی ہوں تو مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی (جنرل سکریٹری مولانا آزاد اکیڈمی، دہلی) کی مختصر لیکن اہم کتاب (ہندو مندر اور اورنگ زیب عالمگیر کے فرامین) ضرور دیکھنی چاہئے، مولانا نے اس میں مندروں اور دیگر عبادت گاہوں کو دی گئی جاگیروں سے متعلق عالمگیر کے فرامین کے متون اور ان کا عکس بھی درج کیا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ اسلام دشمنی اور مسلم بیزاری کی وجہ سے مؤرخوں نے حقیقت کو بالکل بدل کر رکھ دیا، مؤرخین کی اس روش کو شمس العلماء علامہ شبلی نعمانیؒ نے اپنے ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے :

تمہیں لے دے کے ساری داستاں میں یاد ہے اتنا
کہ عالم گیر ہندو کُش تھا، ظالم تھا، ستم گر تھا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نسیم ہدایت کے جھونکے

محمد عمر پوار سے ایک ملاقات

عبدالباری قریشی کھرگون (ایم پی)
Mob.9907607612

عبدالباری قریشی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد عمر پوار: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: محمد عمر بھائی خیریت سے ہیں؟

ج: الحمدللہ خیریت سے ہوں۔

س: آپ ہمارے خوش نصیب بھائی ہیں، اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ کا انٹرویو ارمغان میں چھپے؟

ج: یہ میرے لئے بہت خوش نصیبی کی بات ہوگی کہ میرا انٹرویو ارمغان میں چھپے گا۔

س: آپ اپنے خاندان کا تعارف کرائیے؟

ج: میں سیفٹی کی وجہ سے اپنا پرانا نام نہیں بتا سکتا، میرے ساتھ میرے والد، والدہ، دو بھائی ایک بڑا اور ایک چھوٹا ہے، بہنیں نہیں ہیں جس کا قلق اور افسوس ہے، اس وقت میں مہاراشٹر کے ''پونے'' شہر میں رہ رہا ہوں

س: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے، اور آپ کو اسلام قبول کئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟

ج: اپنے قبول اسلام کے بارے میں کیا بتاؤں، یہ میرے اللہ کا کرم ہے، ہدایت اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے، اس نے مجھے جہنم کے راستے سے ہٹا کر جنت کے راستے پر کھڑا کر دیا، اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے، اسلام قبول کئے مجھے ۱۰ سال کا عرصہ ہو رہا ہے، بچپن سے ہی مجھے اسلام سے دل چسپی تھی، ایک اللہ کی تلاش تھی، لیکن اسلام کا اور اللہ کی وحدانیت کا تعارف کرانے والا کوئی نہیں ملا، میرا داخلہ کالج میں ہوا، وہاں میرے دو مسلم دوست تھے، جنھوں نے اسلام اور اللہ کی وحدانیت کو سمجھایا، انہوں نے میرے ہر سوال کا معقول جواب دیا، جس سے میں اسلام سے پوری طرح سنتشٹ (مطمئن) ہو گیا، اور میں نے اپنے دو مسلم دوستوں کو گواہ بنا کر اللہ کی وحدانیت اور نبی پاک ﷺ کی رسالت کا اقرار کر کے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر کے اسلام مذہب قبول کر لیا، ان ہی مسلم دوستوں سے میں نے نماز پڑھنا سیکھی اور ان ہی کے ساتھ مسجد جا کر نماز پڑھنے لگا، مسجد جانے کی وجہ سے اور بھی لوگوں سے میری پہچان ہو گئی، مسجد میں ہونے والی فضائل اعمال کی تعلیم سن کر مجھے علم دین سیکھنے کا شوق اور بڑھ گیا، لیکن مجھے علم دین سکھانے والا کوئی نہیں ملا، میں نے کچھ لوگوں سے کہا بھی لیکن کسی نے مجھے اس کیلئے وقت نہیں دیا۔

س: آپ نے اسلام قبول کر لینے کے بعد اسلام کی دعوت کسی کو دی؟

ج: جی، جب مجھے اسلام سمجھ میں آ گیا اور یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ دین اسلام ہی میں دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے، تو پھر میں نے سوچا کہ کیوں نہ اس دین کو دوسروں تک پہنچاؤں، اس کی شروعات میں نے سب سے پہلے اپنے گھر سے کی، چھوٹے بھائی کو اسلام کے بارے میں سمجھایا اور اسلام کی دعوت دی، اس نے اسلام قبول کیا، بڑے بھائی نے اسلام سمجھنے میں پورے دو سال لگا دیئے، پھر انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا، اس طرح آہستہ آہستہ میرے گھر میں اسلام پھیلتا رہا، میرے دونوں بھائی، ان دونوں کی بیویاں، میری بیوی، میرا ایک دوست اس طرح کل ملا کر سات افراد نے اسلام قبول کیا، میرے ماں باپ اس نعمت سے ابھی محروم ہیں، قارئین سے درخواست ہے کہ ان کے لئے دعا کریں، اللہ تعالی ان کو بھی اس نعمت سے مالا مال فرمائے، آمین۔ ابھی یہ محنت جاری ہے، آٹھ لوگوں کو ٹارگیٹ بنایا ہے ان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سے بات چیت ہورہی ہے، ان کے لئے بھی دعا کریں۔

س: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے گھر والوں کا برتاؤ آپ کے ساتھ کیسا رہا؟

ج: اسلام قبول کرنے کے ایک سال تک گھر میں کسی کو پتا نہیں چلا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے، اسی بیچ رمضان شریف کا مہینہ بھی آ گیا، میں نے رمضان مبارک کے روزے بھی رکھے، گھر والوں کو اس کا پتا نہیں چلا، کیوں کہ میرے گھر کی مالی حالت بہت خراب تھی، اور سبھی اسی میں الجھے ہوئے تھے، کسی طرح میرے والد کو پتا چل گیا، کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں، گھر پر ایک طوفان آ گیا، والد والدہ اور میرے بڑے بھائی نے میری بہت پٹائی کی، مجھے گھر سے نکال دیا، کچھ دنوں تک میں ادھر ادھر بھٹکتا رہا، آخر والدہ نے والد اور بھائی کو سمجھایا اور مجھے گھر بلا لیا گیا، ان سب حالات میں میں نے صبر کیا، نتیجہ اللہ نے مجھے یہ دیا کہ میرے گھر کے چھ افراد آغوش اسلام میں آ چکے ہیں، میرے والد نے مجھے مسجد جانے سے منع کیا اور مسجد جا کر وہاں نمازیوں سے بھی کہا کہ اسے مسجد میں نہ آنے دیا جائے، مگر نہ تو میں مسجد جانے سے رکا اور نہ مسجد والوں نے مجھے روکا، گھر والوں نے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا۔

س: غیر مسلموں کا آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ رہا؟

ج: گھر کے مالی حالات خراب ہونے کی وجہ سے ہمارے تعلقات زیادہ لوگوں سے نہیں تھے، اس لئے زیادہ کسی کو اس کا علم نہیں ہوا، جن لوگوں کو اس کا علم ہوا تھا، ان لوگوں نے جان سے مارنے کی دھمکی بھی دی اور سازش بھی کی، مگر سب ناکام رہے۔

س: مسلمانوں کا آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ رہا؟

ج: اسلام قبول کرنے کے بعد بے حد خوشی ہوئی، مجھے لگا میں نے بہت بڑی کامیابی حاصل کرلی ہے، مگر کچھ دنوں کے بعد پتہ چلا کہ اسلام میں بھی گروہ بندی ہے، جیسے شیعہ، سنی۔ میرے گھر کے پاس ایک درگاہ تھی، میں نے وہاں جا کر اپنی حقیقت بتلائی، انہوں نے مجھے کہا کہ ہم سنی مسلمان ہیں، اس نے مجھے کہا کہ تم ابھی پکے مسلمان نہیں ہوئے ہو، یہ تعویذ پہنو اور درگاہ روز آیا کرو، اگربتی جلایا کرو اور مزار کو سجدہ کرو ، اور سنو دیوبندی، تبلیغی جماعت ، جماعت اسلامی، اہل حدیث والوں سے ملاقات مت کرنا، اور نہ ہی ان کی کوئی کتاب پڑھنا، اگر ان سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ رہے تو کافر ہی رہو گے اور جہنم میں جلو گے، میں ڈر گیا، مرتا کیا نہ کرتا، میں نے تعویذ پہنا اور روزانہ مزار پر جانے لگا، وہاں اگربتی جلاتا اور سجدہ کرتا یہ میرا روز کا معمول بن گیا، مزار والوں نے میرے گھر والوں کو بھی بہت ڈرایا دھمکایا، جن کتابوں کو پڑھ کر میں دین سیکھ رہا تھا وہ ساری کتابیں مزار والے اپنے ساتھ لے گئے۔ گھر والوں سے کہا کہ یہ اگر یہ کتاب پڑھے گا اور نماز پڑھنے جائے گا، تو پاگل ہو جائے گا، انہوں نے ایسے حالات پیدا کردیئے کہ میں بہت پریشان رہنے لگا، اور میرے گھر کے لوگ بھی پریشان ہوگئے، گھر والے کہنے لگے تو نے مسلمان ہو کر ایک نئی مصیبت مول لے لی، ان حالات پر بھی میں صبر کرتا رہا، اور رات میں جب گھر کے سب لوگ سو جاتے، تو میں اٹھ کر اپنی ساری دن بھر کی نمازیں قضا پڑھتا، اور اپنے رب سے صحیح راستے کے لئے دعا کرتا۔ میرے اللہ نے میری سنی اور مجھے سیدھا راستہ بتانے کے لئے اس نے اپنے ایک بندے سے میری ملاقات کروائی، اس بندے کا نام یہاں بتانا مناسب نہیں۔ اس نے مجھ سے کہا: مورتی کو سجدہ کرنا اور مزار اور قبروں کو سجدہ کرنا یہ دونوں شرک ہیں، اسلام جس طرح مورتی کو سجدہ کرنے سے روکتا ہے اسی طرح مزار اور قبروں کو بھی سجدہ کرنے سے روکتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو شرک پسند نہیں ہے، اس طرح بہت ساری دین کی باتیں انہوں نے مجھے بتائیں، کچھ کتابیں بھی پڑھنے کو دیں، جن سے مجھے دین کی بہت ساری باتیں سیکھنے کو ملیں، میں نے درگاہ جانا بند کر دیا اور دوبارہ نماز پڑھنا شروع کردی، درگاہ والوں کو جب معلوم ہوا کہ میں درگاہ نہیں آ رہا ہوں اور میں نے نماز پڑھنا شروع

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کردی ہے، تو انہوں نے مجھے پریشان کرنا شروع کر دیا، پولیس کو میرے مسلمان ہونے کی خبر دے دی، پولیس میرے گھر آئی میرے ساتھ مار پیٹ کی، میرے گھر والوں نے پولیس سے مجھے بچایا، پھر اس نیک بندے کے ذریعے اور بھی لوگوں سے میری ملاقات ہوئی اور میں ان کے ساتھ دینی کاموں میں جڑنے لگا، میں نے اپنے ایک غیر مسلم بھائی کو اسلام کی دعوت دی، تو وہ لوگ ناراض ہو گئے کہ غیر مسلم میں تبلیغ کرنا مناسب نہیں ہے، غیر مسلموں میں دعوت کا کام کرو گے تو زندگی بھر پریشان رہو گے، یہ کہہ کر وہ لوگ بھی مجھ سے الگ ہو گئے۔ مسلمانوں نے میری کوئی مالی مدد نہیں کی، میں بھی ان سے کوئی روپے پیسے نہیں مانگ رہا تھا، صرف ان کے کارخانے اور دکان پر کام کے لئے کہہ رہا تھا، لیکن مجھے کسی نے بھی کام نہیں دیا، اسی کے ساتھ میری شادی کا مسئلہ بھی آیا، گھر والے ناراض ہو رہے تھے کہ تو صرف نماز ہی پڑھتا رہے گا یا کچھ کام دھندہ بھی کرے گا، تا کہ تیری شادی کی جائے، کسی بھی مسلمان نے اپنی لڑکی سے میری شادی نہیں کرائی، مجبور ہو کر غیر مسلم لڑکی سے اس کے مذہب کے رسم و رواج کے مطابق شادی کرنا پڑی، لیکن یہ میرے اللہ کا کرم رہا کہ میں نے اسے اسلام سمجھایا وہ بہت سمجھ دار تھی، اس نے میری دعوت کو قبول کیا، الحمد للہ آج وہ بھی اسلام کی آغوش میں ہے، غیر مسلموں میں تبلیغ کرنے کی وجہ سے کافی مسلمان بھائیوں نے مجھے ٹارچر کیا، لیکن میں نے ان کی پرواہ نہیں کی، دعوت و تبلیغ کا یہ سفر جاری ہے اور یہ اب موت پر ہی جا کر رکے گا۔

س: آج کل آپ کیا کاروبار کر رہے ہیں؟

ج: آج کل میں جنید پنچایت میں ملازم ہوں، الحمد للہ گزر بسر اچھے طریقے سے ہو رہی ہے۔

س: عمر بھائی آپ کی یہ کارگذاری بہت دل چسپ ہے، ارمغان کے ذریعہ آپ مسلمانوں کو کوئی پیغام دیں گے؟

ج: جن کے پاس اللہ اور آخری رسول ﷺ کا پیغام موجود ہو، ان کو دوسرا کیا پیغام دے گا، اللہ اور رسول ﷺ کا پیغام صرف بیان کرنے اور صرف سننے کے لئے نہیں ہے، بلکہ عمل کرنے کے لئے ہے، مسلمانوں کے لئے میرا سب سے پہلا پیغام یہ ہے کہ سب مل کر اللہ کر رسی کو یعنی دین کو مضبوطی سے تھامیں، متحد ہو کر زندگی گزاریں، انھیں گروہ بندی کو ختم کرنا چاہیے، دین بھی یہی کہہ رہا ہے، اس کے علاوہ غیر مسلموں سے تعلقات بڑھائے جائیں، اس سے غیر مسلموں میں دعوت کے راستے کھلیں گے، مسلمان صرف مسلمان میں ہی تبلیغ کرتے ہیں، انھیں جنت کا شوق اور جہنم کا خوف دلاتے ہیں، کیا یہ دین صرف مسلمانوں کے لئے ہے، یا غیر مسلموں کے لئے بھی ضروری ہے۔ مسلمان آپس میں تو بہت ہی اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ جب کہ نو مسلموں سے ذرا دور ہٹ جاتے ہیں، حالاں کہ یہ وقت نو مسلموں کو گلے لگانے کا ہے، کیوں کہ وہ بہت بڑی قربانی دے کر آتے ہیں، خاندان، برادری، سماج، جائیداد سب چھوڑ کر آتے ہیں۔ ایسے موقع پر ان کے ساتھ ہمدردی کرنے کی بے حد ضرورت ہوتی ہے، بہت سے غریب بھی ہوتے ہیں، ان کی مالی مدد کر کے انہیں کاروبار سے یا نوکری سے لگا دیا جائے، جس طرح اپنے بچوں سے، اچھا خاندان، اچھا سماج دیکھ کر شادی کی جاتی ہے، اسی طرح خوش نصیب بھائی بہنوں کے لئے بھی اچھا خاندان اچھا سماج دیکھ کر ان کی شادی کر دی جائے، یہ سب اپنی ذمہ داری سمجھ کر کرنا چاہیے، میں نے جو کچھ بھی کہا وہ میرے اوپر گزرے ہوئے واقعات و حالات ہیں، اس سے کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں ہے، پھر بھی کسی کا دل دکھا ہو تو میں سب سے پہلے اللہ سے اور پھر آپ سب سے معافی مانگتا ہوں۔

س: آپ نے بہت سی کام کی باتیں کہی ہیں، اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور تمام مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ السلام علیکم

ج: وعلیکم السلام، دعاؤں میں یاد رکھیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہاں میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ ہوں!

مولانا نازش ہما قاسمی

جی میں انقلاب آفریں شخصیت کا حامل، عظیم المرتبت، امام العارفین، زبدۃ السالکین، محبوب الاولیاء، رئیس الاصفیاء، زاہدِ کبیر، عابد شب بیدار، سالکِ اعظم، ولی کامل، متقی و پرہیز گار، ولی اللہ، عظیم صوفی، عظیم مبلغ، ذاکرِ خدا، عاشقِ رسول ﷺ، با کرامت بزرگ، مشہور مذہبی رہنما، علم وعمل کا حسین سنگم، حامل قرآن وسنت حافظ دین وایماں، پیکرِ علم وعرفاں، عالم باعمل، وارثِ انبیاء، بہترین واعظ، مکارم اخلاق اور محاسن اخلاق کا بہترین مجموعہ، شریعت وطریقت کا نیّر تاباں، اُسوہ رسول ﷺ پر عمل پیرا، سلوک و یقیں کی منازل طے کرانے والا، سلطان الاولیاء، سلطان الہند، دلوں کا حکمراں، مرجع الخلائق، پوری زندگی نفاذ شریعت کے لیے کوشاں، سرزمین ہند پر نظریہ توحید پیش کر کے چھوت چھات کی رسم ختم کرنے والا، غریب پرور، شفقت ومحبت سے پیش آنے والا سخی و داتا، فیاض، منکسر المزاج، صاحب دل، دردمند انسان، جذبہ انسانیت سے معمور، انسانوں کو اس کے خدا سے متعارف کرانے کی جستجو کرنے والا، سلسلہ چشتیہ کا ہند میں بانی ومؤسس، خواجہ غریب نواز، سید معین الدین اجمیریؒ بن غیاث الدینؒ بن کمال الدینؒ بن احمد حسینؒ بن نجم الدین طاہرؒ بن عبدالعزیزؒ بن ابراہیمؒ بن علی رضاؒ بن موسیٰ کاظمؒ بن جعفر صادقؒ بن محمد باقرؒ بن علی زین العابدینؒ بن سیدنا حضرت حسینؓ بن علیِ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔

میری ولادت باسعادت ۵۳۷ ہجری میں ایران کے شہر سیستان کے قصبہ سجز میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وتربیت والدمحترم سید غیاث الدین حسن سے حاصل کی جو وقت کے کبار علماء میں سے ایک تھے، میں ذہین اتنا تھا کہ عمر کی دہائی کو پہنچنے سے قبل قرآن پاک حفظ کر چکا تھا، خداداد صلاحیت اور ذہانت وفطانت، غیر معمولی فہم وفراست اور قوت یادداشت کی وجہ سے جلد ہی علوم حدیث، فقہ اور علوم تفسیر میں دسترس حاصل کر لی، عمر کی پندرہویں سیڑھی پر قدم رکھا تو والدمحترم کا سایہ عاطفت سر سے اُٹھ گیا، والدہ محترمہ بی بی ام الورع موسوم بہ بی بی ماہ نور بنت سید داؤدؒ نے بڑے نازونعم سے پالا پوسا اور تربیت کی، والد کے انتقال کے بعد وراثت میں ملی جائیداد کو ذریعہ معاش بنایا، لیکن شیخ ابراہیم قندوزی کی خصوصی توجہ سے دنیاوی محبت سے بے زار ہوکر کنارہ کشی اختیار کر لی اور والدمحترم کی جائیداد کو غرباء ومساکین میں تقسیم کر کے طالب حق بن کر سمرقند و بخارا کی طرف کوچ کیا، جہاں مولانا حسام الدین بخاریؒ اور مولانا شرف الدینؒ صاحب شرع الاسلام جیسے کبار علماء کی صحبت میں حاضر ہوا اور پورے ذوق وشوق سے حصول علم میں مصروف ہوگیا۔

علوم شریعت کی تکمیل کے بعد روحانی علوم کی تحصیل کے لیے رخت سفر باندھا، عراق اور حجاز مقدس میں ٹھہرتے اور استفادہ کرتے ہوئے نیشا پور کے قصبہ ہاروَن پہنچا اور وہاں حضرت خواجہ عثمان ہاروَنیؒ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلوک ویقیں کی منازل طے کر کے مرتبہ قطبیت پر فائز ہوا۔ خواجہ عثمان ہارونی سے خلافت واجازت کے بعد رخصت ہوا اور دنیا کی سیاحت کا آغاز کیا، سنجان میں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ اور

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جیلان میں شیخ المشائخ سیدنا عبدالقادر جیلانی اور بغداد میں حضرت شیخ ضیاء الدین کی زیارت کی اور ان سے معرفت وولایت کا علم حاصل کیا، بغداد کے بعد اصفہان پہنچا، وہاں شیخ محمود اصفہانی سے ملاقات کی، اصفہان سے ۵۸۳ ہجری میں مکہ پہنچا اور زیارت وطواف خانہ کعبہ سے سرفراز ہوا۔ حج کے بعد مدینۃ النبی ﷺ میں حاضری دی اور حضور ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کی، یہاں کچھ دن قیام کیا اور اپنے وقت کو عبادت وریاضت میں صرف کیا، ایک دن بارگاہ نبی ﷺ سے مجھے ہندوستان جانے کی بشارت ملی:

''اے معین الدین تو میرے دین کا معین ہے،
میں نے تجھے ہندوستان کی ولایت عطا کی، وہاں کفر کی
ظلمت پھیلی ہوئی ہے، تو اجمیر جا تیرے وجود سے کفر کا
اندھیرا دور ہوگا اور اسلام کا نور ہر سو پھیلے گا''

(سیر الاقطاب ص ۴۲۱)

۵۸۷ ہجری میں افغانستان کے راستے لاہور پہنچا، وہاں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے مزار پر مراقبہ کیا، پھر وہاں سے ملتان ہوتے ہوئے پرتھوی راج چوہان کے زمانے میں اجمیر پہنچا اور یہاں اپنی خانقاہ بنائی اور علوم ومعرفت کا افتتاح کیا، یہاں میری شیریں گفتگو، اعلیٰ اخلاق، باطل شکن کرامتوں نے لوگوں کو متوجہ کرلیا، اہل اجمیر نے جب میری روحانی عظمتوں کا مشاہدہ کیا تو جوق درجوق حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے اور اجمیر جو کفروشرک کا گہوارہ تھا وہ باب الاسلام میں تبدیل ہوگیا۔ یہاں سے پورے برصغیر ہند میں اسلام کی شمعیں جلنی شروع ہوگئیں، بڑے بڑے بادشاہ قدم بوسی کو حاضر ہوئے، میری صحبت بابرکت سے فیض یاب ہوکر کوئی قطب الدین بختیار کاکیؒ بنا، کوئی نظام الدین اولیاءؒ بنا، کوئی صابر کلیریؒ بنا، کوئی سلطان شمس الدین التمشؒ بنا، کوئی سلطان شہاب الدین غوریؒ بنا، کوئی ابوالحسن یمین الدین خسروؒ بنا، کوئی ضیاء الدین بلخیؒ بنا۔ ۴۵ سال ہندوستان میں دکھی انسانیت کی خدمت کی، انسانوں سے بدتر زندگی گزارنے والے شودروں کو ایک ہی صف میں کھڑا کرکے مساوات کا عظیم پیغام دیا، ۶/رجب ۶۳۳ ہجری میں خدا کے بلاوے پر سلطان شمس الدین التمشؒ کے عہد زریں میں فانی دنیا سے اپنی پیشانی پر

'حبیب اللہ مات فی حب اللہ'

کا نقش لیے ہوئے ہمیشہ کے لیے آسودہ خواب ہوگیا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ہاں میں وہی معین الدین چشتی ہوں جو زندگی بھر تو مرجع الخلائق تھا ہی؛ لیکن بعد از مرگ بھی مرجع الخلائق ہوں، میرے مزار مبارک پر پوری دنیا کے لوگ حاضری دیتے ہیں، جس میں ہندو بھی ہیں مسلمان بھی، سکھ بھی ہیں عیسائی بھی، یہودی بھی ہیں مجوسی بھی۔ ہاں میں وہی معین الدین اجمیری ہوں جس کے مزار کی ۱۹۰۲ء میں زیارت کرتے ہوئے لارڈ کرزن وائس رائے ہند نے کہا تھا کہ ''میں نے ایک قبر کو ہندوستان میں حکومت کرتے دیکھا ہے''۔ مجھے اس دنیا سے گئے ہوئے صدیاں گزر گئیں؛ لیکن مجھ سے لوگوں کو جو والہانہ محبت ہے اس میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آئی، بارہا نفرت کے پجاریوں نے اس محبت کو کم کرنے کی کوشش کی، کبھی مزار کے احاطے میں بم دھماکہ کرایا گیا، کبھی گنگا جمنی تہذیب کے امین شہر اجمیر میں فرقہ وارانہ فساد برپا کرنے کی کوشش کی گئی اور کبھی میری شان میں گستاخی کی گئی؛ لیکن ہمیشہ محبت کے پیامبر بشمول ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی کھڑے ہوگئے اور نفرت کے پجاریوں کو منہ کی کھانی پڑی۔

گزشتہ روز بھی ایک دریدہ دہن گودی میڈیا کے پیروکار، نفرت کے پجاری نے مجھے برے القاب سے نوازا، مجھے 'لٹیرا' کہا؛ لیکن جب دیکھا کہ ماحول جو بنانا تھا اس کے علاوہ ہوگیا، تو فوراً آباء واجداد کی روش اپناتے ہوئے معافی پر اتر آیا؛ لیکن میرے چاہنے والے اڑے ہوئے ہیں اور کارروائی کا مطالبہ کررہے ہیں، حکومت وقت کو بھی چاہئے کہ وہ بزرگوں کی اہانت

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سے باز آجائے اور اس طرح کی حرکت کرنے والوں کو کڑی سے کڑی سزا دے؛ ورنہ اللہ بزرگوں کی اہانت کے جرم میں جلد ہی تازیانہ عبرت بنا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو میرے محبوب کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔ جو میرے محبوب کو تکلیف دے گا میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ یہ کچھ ایسی ہی صورت حال ہے، چند نام نہاد، عصبیت سے بھرے ہوئے لوگ میری عزت پامال کرنے کی کوشش میں ہیں، لیکن میری عزت کا نگہبان میرا خدا ہے اور وہی سب کا خالق و مالک ہے۔

ہاں میں وہی خواجہ اجمیری ہوں جس کے عرس کے موقع پر تمام سیاسی، سماجی قائدین حاضری دیتے رہے ہیں، یہاں تک کہ فرقہ پرست پارٹی کے لیڈران بھی اپنے سیاسی فوائد کے لیے چادریں پیش کرتے ہیں، اب میں اپنی درگاہ کے مجاوروں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ چادر انھیں کب واپس کرتے ہیں جن کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی میں فرقہ پرستی نے اکثریت کے ذہن کو نفرت انگیز کر دیا ہے۔ یہ جو ادھر ادھر سے نفرت کی چنگاری نکلتی ہے، آخر اسے دھواں کون دیتا ہے۔ مجھے وہ صوفی کانفرنس والے بھی یاد آرہے ہیں جنھوں نے کانفرنس کا آغاز پورے جاہ وحشم کے ساتھ نفرت کے سوداگروں کے میر کارواں سے کرایا تھا، ان کی زبانیں کب کھلتی ہیں، ان کے اظہار یکجہتی پر مجھے افسوس ہو رہا ہے۔ ان کے زبان و بیان اور قول وعمل کا تضاد تو روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ دنیا کو صوفی ازم کا سبق یاد دلانے والے، لوگوں کو صوفیت سے جوڑنے کی کوشش کرنے والے اور خود کو صوفی رشی کا پیروکار کہنے والے کے دور میں یہ سب ہو رہا ہے۔ میرا معاملہ اور مقدمہ میرے خدا کے سپرد ہے، اور اسی احکم الحاکمین کے ہاتھوں اس کا فیصلہ ہوگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کب ان کے خلاف کارروائی ہوگی اور کب ایسے انسانیت دشمن افراد کو سزا ملے گی۔

لاک ڈاؤن کی تباہ کاریاں

مولانا فضیل احمد ناصری

اے لاک ڈاؤن تو نے سب کو رُلا کے چھوڑا
ہر دل دکھا کے چھوڑا، ہر گھر جلا کے چھوڑا

اب گشت ہے، نہ چلّہ، تشکیل ہے، نہ جلسے
ہر مشغلے کو تو نے گھر سے لگا کے چھوڑا

خالی ہیں خانقاہیں، ویراں ہیں سجدہ گاہیں
صوفی ہو یا نمازی، سب کو سُلا کے چھوڑا

ساقی بھی جاں بلب ہے، ساغر بھی سرنگوں ہے
واں سے بھی تو نے ظالم سب کو اٹھا کے چھوڑا

مسجد ہو یا مدارس، سب کے حواس گم ہیں
ہر انجمن کو تو نے مفلس بنا کے چھوڑا

رسمِ مصافحہ بھی مرحوم ہو چکی ہے
انسانیت کا چشمہ تو نے سکھا کے چھوڑا

اوروں کے سر پہ ہردم تیری عنایتیں ہیں
مسلم کو قید خانہ تو نے دِکھا کے چھوڑا

پھولوں کا رنگ فق ہے، بلبل پہ ہے اداسی
تونے تو باغ پر بھی بجلی گرا کے چھوڑا

کہیے جسے کرونا، دجال کا مشن ہے
اس بے نشاں وبا نے سب کو ستا کے چھوڑا

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کتابیں اپنے آباء کی

اکابرین اسلام کے تحریری کارناموں پر مشتمل ایک سلسلہ

علامہ علاء الدین علی متقی برہان پوری بن حسام الدینؒ کی مایہ ناز کتاب

"کنز العمّال فی سُنَنِ الاقوال والافعال"

مطیع الرحمن عوف ندوی

بچپن میں بہ کثرت علامہ علی متقی کی کنز العمال کا حوالہ کتابوں میں دیکھتا تھا تو یہ وہم وگمان میں نہ تھا کہ یہ کتاب کسی ہندوستانی عالم کی ہوگی، لیکن یہ جان کر حیرت ہوئی کہ اس کتاب کے مصنف علامہ علی متقی اس ملک ہندوستان کے برہان پور کے باشندے تھے، اور اس وقت سے مصنف کی عظمت دلوں میں بیٹھ گئی، صاحب کتاب کی عظمت کا اندازہ مولانا مناظر احسن گیلانی کی تحریروں سے لگایا جاسکتا ہے، انہوں نے جگہ جگہ ''ہندوستان کا نظام تعلیم وتربیت'' میں مصنف کے علوّشان کے بارے میں تحریر کیا ہے، ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

''شعرانی نے اس کے بعد، شیخ علی متقی کے علم وتقویٰ اور ان کے اصحاب ورفقاء اور مریدوں کی عجیب وغریب کیفیتیں درج کی ہیں، آخر میں دسویں صدی ہجری کا یہ مصری عالم امام جو علوم ظاہری اور مقامات باطنی کا جامع ہے اپنی یہ شہادت ایک ہندوستانی عالم کے متعلق قلم بند کرتا ہے۔'' ما أعجبني في مكة مثله (مکہ معظّمہ میں ان جیسا کوئی آدمی میری نگاہوں میں نہیں جچا)

یہ کتاب ۱۸/ جلدوں پر مشتمل ہے، اور ملک وبیرون ملک کے کئی مطابع سے شائع ہوچکی ہے، اس کی اولین طباعت دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن سے ۱۳۱۳ہجری تا ۱۳۱۵ ہجری مطابق ۱۸۹۵ء تا ۱۸۹۷ء میں ۸/ جلدوں میں ہوئی، اور اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۳۶۴ھ تا ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۴۵ء تا ۱۹۷۵ء چھوٹی تقطیع میں ۲۲/ جلدوں میں طبع ہوا، نیز ایک ایڈیشن مؤسسۃ الرسالۃ بیروت کا ہے جو شیخ بکری حیانی اور شیخ صفوۃ الثقۃ کی تحقیق سے شائع ہوا ہے، اس کی اشاعت ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء میں ہوئی، یہ ۱۶/ جلدوں پر مشتمل ہے، اسی طرح ایک ایڈیشن دار احیاء التراث الاسلامی سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا، اور دار الکتب العلمیۃ لبنان نے ۱۹۹۸ء میں اسے محمود عمر الدمیاطی کی تحقیق کے ساتھ شائع کیا ہے، بیت الافکار الدولیۃ لبنان نے بھی اسے بڑی تقطیع میں ایک جلد ۱۹۶۱/ صفحات میں شائع کیا ہے، تمام احادیث پر نمبر ڈالے گئے ہیں، کل احادیث چھیالیس ہزار چھ سو چوبیس ۴۶۶۲۴ ہیں، آخر میں فہارس ہیں، فہرست آیات قرآنی، فہرست احادیث و آثار باعتبار حروف تہجی، فہرست مشتملات بترتیب کتاب، فہرست مشتملات بترتیب حروف تہجی اسی طرح اس کا ایک ایڈیشن منشی نول کشور نے اپنے مطبع واقع لکھنؤ سے بھی شائع کیا ہے۔

اس کے بعد متعدد اردو ترجمے پاکستان سے شائع ہوئے، میرے سامنے اس کا ایک ایڈیشن دار الاشاعت کراچی پاکستان کا ہے، جس کا مقدمہ وتصحیحات کا کام مولانا مفتی احسان اللہ شائق استاد ومعین مفتی جامعۃ الرشید نے کیا ہے، اس کی پہلی جلد ۷۹۹ صفحات پر مشتمل ہے، کتاب کا آغاز مقدمہ سے ہوا ہے جس میں مفتی احسان اللہ شائق صاحب نے فن حدیث کے اصول پر سیر حاصل بحث کی ہے، اس کے بعد بعض کتب حدیث کے مصنفین کے حالات زندگی درج ہیں، امام ابوحنیفہ کے تذکرہ کے بعد صحاح ستہ کے مصنفین کے حالات زندگی رقم ہیں، اور آخر میں علامہ جلال

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

الدین سیوطی کے احوال کا تذکرہ ہے چونکہ کنز العمال دراصل علامہ سیوطی کی الجامع الکبیر، جامع صغیر، زوائد الجامع پر مزید اضافہ ہے، اس لئے مترجم نے ان کے تذکرہ کو بھی لازم سمجھا اس کے بعد فن اسماء الرجال پر تفصیلی بحث ہے۔

اور آخر میں محدث کبیر شیخ علی بن حسام الدین متقی برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مولانا ضیاء الدین اصلاحی تذکرۃ المحدثین کے حصہ سوم میں اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

کنز العمال: علامہ سیوطی نے احادیث نبوی کے استیعاب کی غرض سے جمع الجوامع نام سے ایک ضخیم مجموعہ مرتب کیا جو صحاح ستہ اور مسانید عشرہ پر مشتمل ہے یہی مجموعہ جامع کبیر کے نام سے بھی مشہور اور دو حصوں میں منقسم ہے۔

شیخ علی متقی کی عظیم الشان کتاب ''کنز العمال'' دراصل علامہ سیوطی کی جمع الجوامع (جامع کبیر) کی ترتیب وتنقیح اور ماخذ سے نیز جامع صغیر سے ماخوذ ہے، اُن کا بیان ہے کہ میں نے متعدد ائمہ فن کی کتابیں دیکھیں لیکن ان میں سے کسی کی کتاب کو بھی سیوطی کی جمع الجوامع سے بہتر اور جامع نہیں پایا، انہوں نے صحاح ستہ اور دوسری کتابوں کی حدیثیں بہت عمدہ طریقہ پر جمع کی ہیں اور اس میں گونا گوں فوائد کا بھی اضافہ کیا ہے، مگر اس کے باوجود وہ کچھ بڑے اور اہم فوائد سے خالی رہ گئی تھی، اس کے بعد مصنف نے ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ان ہی امور کو مدنظر رکھ کر میں نے جمع الجوامع کو مرتب و مبوب کیا تاکہ ان فوائد کو بھی میں قلم بند کردوں جن سے وہ خالی رہ گئی تھی، میں نے اپنے مجموعہ کا نام ''کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال'' رکھا ہے جو چار جلدوں پر مشتمل ایک بہتر اور کارآمد مجموعہ ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ یہ لوگوں میں بہت مشہور ومقبول ہوا۔

شیخ علی متقی ۹۵۷ء میں کنز العمال کی تحریر وتسوید سے فارغ ہوئے۔ کنز العمال کے بارے میں مختلف علماء کی آرا نقل کی جاتی ہیں، جن کو مترجم نے کتاب میں تحریر کیا ہے:

شیخ چلپیؒ نے کشف الظنون میں علامہ سیوطی کی جمع الجوامع کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ''شیخ علامہ علاء الدین علی بن حسام الدین ہندی رحمۃ اللہ علیہ جو متقی کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے الجامع الکبیر کو اس طرح مرتب فرمایا جس طرح جامع الصغیر کو مرتب فرمایا ہے، اور اس کا نام کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال رکھا، اس میں انہوں نے ذکر کیا کہ ائمہ حدیث کی مرتب کردہ بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کرکے احادیث کو حاصل کیا، انہوں نے اصول سنت کے بارے میں جتنی احادیث کو جمع کیا اس سے زیادہ کسی نے جمع نہیں کیا۔ (بحوالہ نزہۃ الخواطر)

شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمہ اللہ نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے، شیخ ابوالحسن بکری شافعیؒ فرمایا کرتے تھے کہ علامہ سیوطی کا سارے جہاں پر احسان ہے اور علامہ متقی کا سیوطی پر احسان ہے۔

امام کنانی متوفی ۱۳۴۵ھ فرماتے ہیں، امام سیوطیؒ کی جامع کبیر کا تکملہ جمع الجوامع ہے اس میں انہوں نے تمام احادیث کو جمع کرنے کی کوشش کی لیکن ایسا ممکن نہ ہوسکا علاوہ ازیں وہ تکمیل سے قبل انتقال فرما گئے پھر اس کتاب کو شیخ علاء الدین المتقی ہندی نے فقہی ترتیب دی۔

احمد عبدا جواد نے لکھا کہ امام سیوطی کی کتاب ''الجامع الکبیر'' احادیث نبوی کا سب سے بڑا مجموعہ ہے، احادیث کا اتنا بڑا مجموعہ کہیں اور نہیں ہے جس نے امام سیوطی کی جامع کا مطالعہ کرلیا اس نے احادیث کی ستر سے زائد کتابوں کا مطالعہ کرلیا۔

شیخ علی متقی کی چھیاسٹھ (٦٦) سے زائد کتب ہیں، جن کو مترجم نے مصنف کے تذکرہ میں نقل کیا ہے۔ ان میں سے بعض اہم کتابوں کو نقل کیا جاتا ہے۔

۱. البرھان فی علامات المھدی آخر الزمان
۲. تبیین الطرق الی اللہ تعالیٰ
۳. جوامع الکلم فی المواعظ والحکم

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

۴.غاية الكمال فی بيان افضل الاعمال
۵. مجموعه حكم كبير
۶.مختصر النهاية فی اللغة
۷.الوسيلة الفاخرة فی سلطنة الدنيا والآخرة
۸.البرهان الجلی فی معرفة الولی
۹.النهج الاتمّ فی ترتيت الحكم
۱۰ رسالة فی ابطال دعوىٰ السيد
محمد بن يوسف الجونپوری
۱۱. شئون المنرلات(تفسير)
۱۲. الفصول شرح جامع الاصول
۱۳.شمائل النبیﷺ
۱۴.العنوان فی سلوک النسوان (تصوف)
۱۵.المواهب العلميه فی الجمع بين الحكم
القرانيه والحديثيه (تصوف)
۱۶. تبويب الحكم العطائيه (تصوف)
۱۷.زاد الطالبين
۱۸. اسرار العارفين(تصوف)
۱۹.تعم معيار القياس لمعرفة مراتب الناس
۲۰۔ فتح الجواد ۲۱۔ نظم الدرر
۲۲.هداية ربی عند فقدالمربی
۲۳.خلاصة الحقائق فی الحكم الدفائق
۲۴. عمدة الوسائل
۲۵. كنزالعمال
۲۶.منتخب كنزالعمال
۲۷.منهج العمال فی سنن الاقوال
۲۸.الاكمال
۲۹.غاية العمال فی سنن الاقوال
۳۰.مستدرک الاقوال بسنن الافعال

نعت شریف

حفیظ محمود بلند شہری

ماہِ عرب حبیبِ خدا آپؐ کی طرح
کوئی نہ ہوگا اور نہ ہوا آپؐ کی طرح

اعلانِ حق کا کس نے کیا آپؐ کی طرح
پیغمبر خطیب صفا آپؐ کی طرح

طائف میں کس کا خون بہا آپؐ کی طرح
دشمن کو دی ہے کس نے دُعا آپؐ کی طرح

قرآن میں سراجِ منیر اور کون ہے
شمعِ حرم چراغِ حرا آپؐ کی طرح

مٹھی میں سنگ ریزوں نے کس کی گواہی دی
دو ٹکڑے چاند کس نے کیا آپؐ کی طرح

فرشِ زمیں سے رفعتِ عرشِ عظیم پر
کس کو سفر نصیب ہوا آپؐ کی طرح

ہے رنگ و نور کس کے سبب کائنات میں
پھیلی ہوئی ہے کس کی ضیا آپؐ کی طرح

اے شاہ کارِ قدرتِ حق اے مرے حضورؐ
خالق ہوا ہے کس پہ فدا آپؐ کی طرح

ناقص ہے علم، نعت نبی کیا کہے حفیظؔ
کامل ہے کون بعدِ خدا آپؐ کی طرح

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بدگمانی
اسباب وعلاج

مفتی محمد عبداللہ قاسمی، موبائل: 8688514630

اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی مذہب ہے، پوری انسانیت کے لئے ایک زندہ جاوید دستور حیات ہے، اس میں انسانی زندگی کے تمام شعبوں کا واضح اور جامع حل موجود ہے، عبادت ہو یا معاشرت، اخلاقیات ہو یا سماجیات، سیاست ہو یا معیشت ہر شعبہ میں یہ انسان کی ٹھوس رہنمائی کرتا ہے، معاشرتی زندگی کے بارے میں بنیادی طور پر اسلام یہ ہدایت دیتا ہے کہ وہ آپس میں محبت و الفت، تعاون وہمدردی اور اخوت وبھائی چارگی کے ساتھ زندگی گزاریں، اور ایسے معاشرے کی تعمیر میں حصہ لیں جس کی بنیاد باہمی اتحاد واتفاق اور ایثار وقربانی پر ہو، دین اسلام نے مسلمانوں کو تاکیدی طور پر تمام ایسی چیز سے منع کیا ہے جو آپسی تعلقات پر برے اور منفی اثرات ڈالتی ہیں، اور جن چیزوں سے معاشرے کی فضا مکدر ہوتی ہے، آپسی تعلقات میں رخنہ ڈالنے والی اور محبت والفت کی خوشگوار فضا کو مکدر اور مسموم کرنے والی چیز بدگمانی ہے، بدگمانی وہ زہر ہلاہل ہے جو اجتماعی زندگی کی بنیادوں کو کمزور کردیتا ہے، اور مہر ووفا اور محبت والفت کے پائیدار رشتہ کو بغض و عناد اور نفرت ودشمنی سے تبدیل کردیتا ہے، یہ وہ جان لیوا مرض ہے کہ جب کوئی جماعت اس کا شکار ہوتی ہے تو اس میں بے اعتمادی اور بے اطمینانی کی فضا پیدا ہوجاتی ہے، اور ان میں ایک دوسرے پر الزامات واتہامات کا ایک لامتناہی سلسلہ چل پڑتا ہے۔

بدگمانی کی ممانعت

اسی وجہ سے شریعت مطہرہ نے مسلمانوں کو ایک دوسرے سے حسن ظن رکھنے کی سخت تاکید کی ہے، اور بغیر کسی بنیاد اور معقول سبب کے دوسروں کے بارے میں غلط رائے قائم کرنے سے منع کیا ہے، اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! کثرت گمان سے بچو؛ کیوں کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں (الحجرات: ۲۱) ایک روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: بدگمانی سے بچو؛ کیوں کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، دوسروں کی ٹوہ میں نہ لگو، دوسروں کی جاسوسی نہ کرو، دوسروں پر بڑھنے کی بے جا ہوس نہ کرو، نہ آپس میں حسد کرو اور بغض رکھو، اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۶۰۶۶) ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کو دیکھ کر فرمایا: اے خانہ کعبہ! تیری عظمت کو سلام، تو کتنا عظیم الشان ہے! تو کتنا قابل تکریم ہے! لیکن ایک مسلمان اللہ کی نگاہ میں تجھ سے زیادہ معزز ہے (کیوں کہ) اللہ نے تیری ایک چیز (حرمت پامال کرنے) کو حرام کیا ہے، اور مسلمان کی تین چیزوں کو حرام کیا ہے، مومن کی جان، مومن کا مال اور مومن سے بدگمانی رکھنا حرام کیا گیا ہے۔ (ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۹۳۲) ۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں: مومن سے بدگمانی رکھنا کمینگی کی علامت ہے، حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں: جب تم کسی انسان کو دیکھو کہ وہ لوگوں سے بدگمانی رکھتا ہے، اور ان کے عیوب تلاش کرتا ہے تو تم یقین کرلو کہ وہ بدباطن ہے۔ (احیاء علوم الدین للغزالی: ۳/۳۶)

بدگمانی کے مفاسد ونقصانات

بدگمانی ایسا سنگین گناہ ہے کہ اس سے دیگر برائیاں جنم لیتی ہیں، اور معاشرے میں بہت سے اخلاقی مفاسد وجود میں آتے ہیں ذیل میں اس کے نقصانات کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

ذہنی کوفت کا باعث

دوسروں کے بارے میں غلط رائے قائم کرنے سے انسان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کا چین وسکون رخصت ہوجاتا ہے، اوراس کا دل ہمیشہ تشویش و پراگندگی کا شکار رہتا ہے، کیوں کہ ایک انسان جب دوسروں کے بارے میں بغیر کسی معقول سبب کے غلط رائے قائم کرتا ہے تو ان کے ساتھ اختلاط اور میل جول چھوڑ دیتا ہے، اگر ان افراد سے جن کے بارے میں یہ بدگمانی رکھتا ہے سامنا ہوجائے تو جان چھڑانے کی کوشش کرتا ہے، اوراس کے دل ودماغ پر ہمیشہ یہ فکر سوار رہتی ہے کہ جس کے متعلق میں بدگمان ہوں اس کی نقل وحرکت پر نگاہ رکھوں، اوراس کی برائیاں میرے علم واطلاع میں آئیں ۔

بہت سی برائیوں کا پیش خیمہ

بدگمانی ایسا گناہ ہے کہ جب انسان کسی سے بدگمان ہوجاتا ہے تو معاملہ صرف بدگمانی تک ہی محدود نہیں رہتا؛ بلکہ یہ بے شمار گناہوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے، چنانچہ بدگمانی پیدا ہونے کے بعد فطری طور پر انسان اس شخص کی ٹوہ میں لگ جاتا ہے جس کے متعلق اس نے غلط رائے قائم کی ہے، اس کی خامیوں اور کوتاہیوں سے واقفیت حاصل کرنے کی فکر اس پر سوار ہوجاتی ہے، اور بڑے شوق ورغبت سے اس کی غیبت سنتا ہے، اس کے پیٹھ پیچھے برائیاں بیان کرتا ہے، اور جب یہ چیزیں اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہیں تو پھر انسان کو اس کو نقصان پہنچانے بلکہ بسا اوقات اس کو آخری انجام تک پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کرتا، چوں کہ بدگمانی سے بہت سی معاشرتی برائیاں وجود پذیر ہوتی ہیں ؛ اسی لئے قرآن وحدیث میں بدگمانی سے ممانعت کے بعد متصلا ٹوہ میں لگنے، غیبت کرنے، حسد وبغض رکھنے سے منع کیا گیا ہے، اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ مذکورہ برائیاں بدگمانی کا لازمی نتیجہ ہوتی ہیں، اگر کوئی شخص بدگمانی میں مبتلا ہوگیا اور بدگمانی نے اس کے دل میں اپنی جڑیں مضبوط کرلیں تو مذکورہ برائیوں سے اس کے دامن شرافت کا داغ دار نہ ہونا بہت ہی مشکل ہے۔

آپسی تعلقات پر برے اثرات

بدگمانی سے بہت سے اجتماعی اور معاشرتی نقصانات بھی ہوتے ہیں، چاند سورج کی طرح یہ ایک سدابہار حقیقت ہے کہ اجتماعی زندگی کو خوش گوار اور کیف آور رکھنے کے لئے محبت والفت اور باہمی اعتماد ویقین کا ہونا نہایت ضروری ہے ، بدگمانی وہ خطرناک مرض ہے جو سب سے پہلے اعتماد ویقین کے شیش محل کو پیوند خاک کردیتا ہے، جس کی وجہ سے گلشن محبت کے کھلے ہوئے پھول مرجھا جاتے ہیں، تعاون وہمدردی کا دریائے رواں خشک ہوجاتا ہے، اور ایثار وقربانی کا شجر طوبی خزاں نصیب ہواؤں کی نذر ہوجاتا ہے، اوراس معاشرہ میں بغض وعداوت کا شجر پوری آب وتاب کے ساتھ برگ وبار نکالتا ہے، اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں، اور وہ اپنے بے ذائقہ اوبدبودار پھلوں سے معاشرے کی پوری فضا کو مسموم کردیتا ہے، نتیجتاً معاشرہ میں ایسی اخلاقی برائیاں پیدا ہوجاتی ہیں کہ الامان والحفیظ۔

بدگمانی کے اسباب

بدگمانی چوں کہ بہت ہی مہلک اور بے شمار گناہوں کا مقدمہ ہے؛ اسی لئے اس کے اسباب کو جاننا بھی ضروری ہے، بدگمانی کے بہت سے اسباب ہیں، ذیل میں چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

گناہ میں مبتلا ہونا

بدگمانی کا ایک سبب یہ ہے کہ خود انسان گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے، طرح طرح کی اخلاقی برائیاں اس کی عملی زندگی میں پائی جاتی ہیں، چنانچہ جن گمراہ کن خطوط پر وہ زندگی بسر کرتا ہے دوسروں کے متعلق بھی وہ یہی سوچتا ہے، اگر وہ بدکار اور فاسق و فاجر ہے تو دوسروں کو بھی اس مرض کا شکار سمجھتا ہے، اگر وہ جھوٹ، وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت کرنے کا عادی ہے تو دوسروں کو بھی ان باتوں کا عادی سمجھتا ہے۔

معلومات کی کمی

بدگمانی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ انسان جس کے متعلق بدگمانی رکھتا ہے اس کے بارے میں مکمل معلومات اسے نہیں ہوتی ہیں، اس کے شب وروز کے معمولات اس کی نگاہوں سے اوجھل

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہوتے ہیں،اس کا علمی و دینی مقام و مرتبہ کا اسے پتہ نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے وہ بعض ظاہری امور کو دیکھ کر اس کے متعلق غلط رائے قائم کرلیتا ہے،اور اس سے بدگمان ہوجاتا ہے۔

منفی سوچ

بدگمانی کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان منفی سوچ کا عادی ہوتا ہے،ہر چیز کو وہ تنقیدی نگاہ سے دیکھتا ہے،ظاہر ہے جب ایسا انسان کسی چیز کو دیکھے گا تو منفی اور غیر مثبت زاویہ سے دیکھے گا،جس سے بدگمانی پیدا ہونا لازمی ہے۔

کسی متعین شخص سے شکایت

بدگمانی کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان کو کسی خاص اور متعین فرد سے کوئی شکایت ہوتی ہے،مثلاً اس فرد نے اس کو نقصان پہنچایا ہے،چنانچہ اس فرد کا جس جماعت اور تنظیم سے تعلق ہے اس پوری جماعت اور تنظیم سے انسان بدگمان ہوجاتا ہے، اور اس کے متعلق غلط رائے قائم کرلیتا ہے،حالاں کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ اس جماعت کے سارے افراد بددیانت ہوں اور ان کا رویّہ غیر درست ہو۔

بدگمانی سے بچنے کی تدابیر

جیسا کہ سطور بالا میں ذکر کیا گیا کہ بدگمانی سے نہ صرف انفرادی اور شخصی نقصانات ہوتے ہیں؛ بلکہ بہت سارے اجتماعی نقصانات بھی ہوتے ہیں؛اس لئے ذیل میں بدگمانی سے بچنے کی تدابیر اختصار کے ساتھ ذکر کی جارہی ہیں:

اعمال کی اصلاح

سب سے پہلے انسان اپنے اعمال کی اصلاح کرے،اور شریعت کے بتائے ہوئے رہنمایانہ خطوط پر گامزن رہے،آپ ﷺ کی ایک ایک سنت مبارکہ اپنی عملی زندگی میں لانے کی کوشش کرے،جب انسان کی ساری توجہات کا محور اپنی زندگی کی اصلاح ہوگی،اور اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کو دور کرنا اس کا مطمح فکر ہوگا تو پھر دوسروں کے متعلق بدگمان ہونے اور غلط رائے قائم کرنے کا اسے موقع نہیں ملے گا،آج ہمارا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم اپنی عملی و اخلاقی کوتاہیوں سے بے پرواہ ہوکر دوسروں پر تبصرہ کرنے اور ان کو ہدف تنقید بنانے پر تلے ہوئے ہیں،اگر ہر مسلمان اپنی اصلاح کی فکر کرلے اور اپنی غلطیوں اور عیوب پر نظر رکھے تو اس کا دل کسی کے بارے میں غلط رائے قائم کرنے سے شرمائے گا،اس کی زبان کسی کی برائی بیان کرنے میں جھجک محسوس کرے گی،اس کے کان کسی فرد کی برائی سننے سے ابا کریں گے۔

آیات واحادیث کا استحضار

جب دل میں کسی کے متعلق بدگمانی پیدا ہو تو ان آیات و احادیث کا استحضار کرے جن میں مسلمانوں سے حسن ظن رکھنے کی تلقین کی گئی ہے اور انسان اپنے دل میں یہ تصور بٹھائے کہ بدگمانی جس کو میں ابھی معمولی اور ہلکا سمجھ رہا ہوں بعد کو یہ بڑے گناہوں کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے،اور میری اخروی زندگی کے لئے تباہ کن ہوسکتی ہے،اور روز قیامت اللہ تعالی کے یہاں اس بارے میں مواخذہ ہوسکتا ہے۔

گمان کا خاتمہ

جب دل میں کسی سے بدگمانی پیدا ہوجائے تو جلد سے جلد بدگمانی کو دل سے نکالنے کی کوشش کرے،اور اس کے قول وعمل کو اچھے معنی پہنائے،اور اس کی خوبیوں اور کمالات کو سوچے،اور اپنی کوتاہیوں اور خطاؤں کی طرف نظر کرے،یہ عمل کرنے سے ان شاءاللہ بدگمانی ختم ہوجائے گی۔

تحقیق وجستجو

اگر کوئی حساس اور نازک مسئلہ ہے،اور دل سے بدگمانی ختم نہیں ہورہی ہے تو جس انسان سے بدگمانی ہوئی ہے اس سے جاکر حقیقت حال دریافت کریں،اور اس کے سامنے اپنا خدشہ ذکر کریں،ظاہر ہے کہ جب حقیقت حال انسان کے سامنے آجائے گی تو بدگمانی ختم ہوجائے گی ،اور اس کے متعلق اچھی اور نیک رائے قائم کرنے میں مدد ملے گی۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

قرآن کس کو مخاطب کرتا ہے؟

ڈاکٹر زبیر ظفر خان، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

قرآن اللہ کا اخری کلام ہے جو پوری انسانیت کے لئے ہے، نہ کہ صرف مسلمانوں کے لئے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک ادمی کے چار بیٹے ہیں جو کسی دوسرے شہر میں ایک ساتھ رہتے ہیں، باپ اپنے بڑے بیٹے کے نام خط لکھتا ہے اور اس میں سب بیٹوں کو الگ الگ نصیحتیں کرتا ہے، ہر بیٹے کا نام لے کر نصیحتیں کرتا ہے کہ بڑے بیٹے تمہیں یہ نصیحت ہے، چھوٹے بیٹے تمہیں یہ کرنا ہے وغیرہ، غرض ہر بیٹے کے لئے اس میں الگ الگ نصیحتیں ہوتی ہیں، کچھ نصیحتیں سب بیٹوں کو مشترکہ کرتا ہے کہ سارے بیٹوں کہ میری یہ ہدایت ہے، اب وہ خط بڑے بیٹے کے پاس پہنچا تا ہے وہ اسے پڑھتا ہے، اس کی بہت تعظیم کرتا ہے، اسے چومتا ہے، سینے سے لگا تا ہے، اسے حفظ کرتا ہے اور بہت حفاظت سے خوبصورت سے جزدان میں لپیٹ کر اپنی الماری میں بڑی حفاظت سے رکھتا ہے اور بڑا فخر کرتا ہے کہ میرے باپ نے مجھے خط بھیجا ہے، بلکہ وہ اس خط کی ذراسی توہین بھی برداشت نہیں کرتا، اگر کوئی ذرا سی بھی اس خط کی توہین کردے تو وہ لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتا ہے، لیکن وہ دوسرے بھائیوں کو وہ خط نہیں دیتا نہ ہی انہیں زبانی بتا تا ہے کہ باپ نے تمہارے لئے یہ یہ نصیحتیں کی ہیں، اب بتائے جب دوسرے بیٹے کچھ دنوں بعد باپ سے ملیں گے اور باپ ان سے پوچھے گا کہ بیٹو! میں نے تمہارے لئے ایک خط بھیجا تھا، جس میں تم سب بھائیوں کو نصیحتیں کی تھیں، کیا تم نے ان نصیحتوں پر عمل کیا، مجھے پیسوں کی ضرورت تھی میں نے ہر بھائی سے اتنے اتنے پیسے منگائے تھے، تم نے کیوں نہیں بھیجے؟ تو وہ بھائی کہیں گے کہ ہمیں تو کوئی خط نہیں ملا، نہ ہی ہمیں کسی نے زبانی بتایا کہ آپ نے ہمارے لئے کیا پیغام بھیجا ہے، اب باپ بڑے بھائی سے سوال کرے گا کہ بیٹے تم نے اپنے بھائیوں کو خط کیوں نہیں دیا؟ اگر خط نہیں دیا تھا تو زبانی بتا دیتے کہ باپ نے تمہارے لئے یہ نصیحتیں لکھی ہیں، تو وہ یہ جواب دیتا ہے کہ ابا جان میں نے اس لئے ان لوگوں کو خط نہیں دیا، کیونکہ یہ لوگ ناپاک رہتے تھے، اور آپ کا خط ناپاک ہاتھوں میں نہیں دینا چاہتا تھا، چونکہ اگر ان کے ناپاک ہاتھوں میں خط دیتا تو اس خط کی بے حرمتی ہوتی اور زبانی بتانے کی فرصت ملی نہیں۔ اب بتایئے باپ اس بیٹے سے خوش ہوگا یا ناراض ہوگا۔

اسی طرح قرآن کریم میں الگ الگ مذاہب کے ماننے والوں کے لئے الگ الگ نصیحتیں ہیں۔ کچھ نصیحتیں مسلمانوں کے لئے ہیں، خاص کر وہ آیتیں جن کے شروع میں یا ایہا الذین آمنو ا... ہے۔ کچھ آیتیں کافروں کے لئے ہیں، خاص کر وہ آیتیں جن کے شروع میں قل یا ایہا الکافرون .... ہے۔ کچھ آیتیں اہل کتاب کو مخاطب کرتی ہیں، خاص کر وہ آیتیں جن کے شروع میں قل یا اھل الکتاب..... ہے، اور کچھ آیتیں یہودیوں کے لئے ہیں، خاص کر وہ آیتیں جن کے شروع میں قل یا ایہا الذین ھادو .... وغیرہ ہے۔ اور کچھ آیتیں سارے انسانوں کو مشترکہ طور پر مخاطب کرتی ہیں، خاص کر وہ آیتیں جن کے شروع میں ہے یا ایہا الانس... یا یا بنی آدم... یا یا ایہا الانسان... وغیرہ۔ اس میں ایک بات قابلِ غور یہ ہے کہ جن آیتوں سے پہلے مسلمانوں کو مخاطب کیا گیا ہے، یعنی جن کے شروع میں یا ایہا الذین آمنوا... ہے، ان میں پہلے 'قل' نہیں ہے، باقی جتنی دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو مخاطب کرنے والی آیتیں ہیں، ان میں پہلے 'قل' ہے یعنی کہہ دو۔ یعنی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ تم میرا پیغام کافروں تک پہنچا دو، اہل کتاب تک پہنچا دو، یہودیوں تک پہنچا دو، اور سارے انسانوں تک پہنچا دو۔ لیکن ہمارا بہانہ یہ ہے کہ ہم ان کو قران اس لئے نہیں دیتے کیونکہ وہ ناپاک رہتے ہیں۔ تو کیا اللہ کو معلوم نہیں تھا کہ غیر مسلم لوگ ناپاک رہتے ہیں، تو کیوں اس نے حکم دیا کہ ان تک میرا پیغام پہنچا دو۔ دوسری بات یہ کہ اگر ان کے ہاتھ میں قران نہیں دے سکتے، تو کم سے کم انہیں زبانی بتا دیں، یعنی ان کو زبانی اسلام کی دعوت دیں، ہم لوگ وہ بھی کرنے کو تیار نہیں ہیں، تو اللہ کو قیامت کے دن کیا منہ دکھائیں گے۔ کیا ہمارا یہ عذر چلے گا کہ قرآن ان کو اس لئے نہیں دیا کیوں کہ وہ ناپاک رہتے تھے۔ ہاں یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ جب ان کو قرآن کریم دیں، تو بتا دیں کہ پاک ہوکر ہاتھ لگائیں، اگر وہ پھر بھی عمل نہیں کرتے ہیں تو پھر ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں، اور اگر ہم نے اس کو قرآن دیا اور اس نے ناپاکی کی حالت میں ہی پڑھنا شروع کر دیا تو امید ہے کہ ایک دن وہ اسلام میں بھی داخل ہوگا اور پھر وہ پاک ہوکر پڑھنے والا بھی بنے گا، بلکہ انشاء اللہ پورے اسلام پر چلنے والا بنے گا، اور اگر کوئی قرآن کی بے حرمتی کرنا ہی چاہتا ہے، تو ہم اس کو کیسے روک سکتے ہیں، وہ تو بے حرمتی کرنے کے لئے دکان سے خرید کر لے آئے گا، آئے دن قرآن کی بے حرمتی کے واقعات پیش آتے ہیں، کیا انہیں ہمیشہ کوئی مسلمان ہی قرآن دیتا ہے؟ نہیں بلکہ وہ بازار سے خرید کر لاتے ہیں، تو ہم ان کو کیسے روک سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ مسلمان ہو رہے ہیں، زیادہ تر کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ ہم نے قران پڑھا تھا، اس سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا ہے، بلکہ بہت سے تو ایسے ہیں جنھوں نے قران کا مطالعہ اس لئے شروع کیا کہ قرآن میں سے کمیاں ڈھونڈیں اور نقائص تلاش کر کے اسلام کے خلاف پروپگنڈہ کریں، لیکن قرآن پڑھتے پڑھتے وہ خود ہی مسلمان ہو گئے، حال ہی میں سوامی لکشمی شنکر آچاریہ جی نے بھی اسی طرح اسلام قبول کیا کہ کسی نے ان کو مشورہ دیا کہ اگر آپ قرآن پڑھ کر اس میں کمیاں تلاش کر کے ایک کتاب لکھ دو، تو وہ کتاب چھپوانے کے لئے غیر ملکی اداروں سے بہت سا فنڈ مل سکتا ہے، اس لئے انہوں نے قرآن کے خلاف کتاب لکھنے کے لئے قرآن کا مطالعہ شروع کیا، اور خود ہی مسلمان ہو گئے۔ تاہم اسلام کی دعوت کے لئے قرآن دینا لازمی نہیں ہے، بلکہ زبانی دعوت بھی دے سکتے ہیں، لیکن ہم اس کی بھی ہمت نہیں کر پاتے ہیں۔

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

میرے آقا، میرے غم خوار رسولِ عربی
آپ کا اعلیٰ ہے دربار رسولِ عربی

آپ نے جس کیلئے کی تھیں دعائیں رب سے
وہی طائف ہے پر انوار رسولِ عربی

ہو میسر مجھے کوثر پہ شفاعت آقا
امتی ہوں میں گنہ گار رسولِ عربی

آپ کی پاؤں زیارت تو سکوں آ جائے
ایک مدت سے ہوں بیمار رسولِ عربی

کیا ملاقات تھی کہ رشک فرشتوں نے کیا
سامنے رب کے تھے سرکار رسولِ عربی

تا قیامت بھی زمانے میں نہ ہوگا کوئی
آپ سا صاحبِ کردار رسولِ عربی

در پہ حماد کو اک بار بلا لیں اپنے
میں بھی ہوں کب سے طلب گار رسولِ عربی

عبدالرب حماد پھلتی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

برصغیر کا ایک عظیم داعی و مفکر

جناب ریاض موسیٰ ملیباریؒ

اپنے رب کی جوار رحمت میں

مولانا محمد کلیم صدیقی

مستقبل کا مؤرخ جب کبھی بھی بیسویں صدی عیسوی کی دعوتی تحریکوں خصوصا ہندوستان میں غیر مسلموں میں دعوتی کوششیں کرنے والی شخصیات کی تاریخ مرتب کرے گا، تو وہ اس صدی میں غیر مسلموں میں فریضہ دعوت کے لئے امت کو بیدار کرنے کا فریضہ ادا کرنے والے داعیان اسلام کی فہرست میں سابقون الاوّلون میں شمار کئے جانے والے ممتاز داعیٔ دین حق، جناب شیخ ریاض موسیٰ ملیباری کا نام نامی کے بغیر اس تاریخی فہرست کو نامکمل سمجھے گا۔ جو ابھی چند روز پہلے تک نصف صدی پر محیط اپنی دعوتی تگ ودو اور ہوا اور رواج کے خلاف اپنے دعوتی چراغ کی روشنی سے ہزاروں ہزار علماء اور داعیان دین کے دل میں دعوت کی جوت جگا کر شاکر و علیم رب کائنات کے حضور اپنی کاوشیں اور قابل رشک دعوتی خدمات کا اجر پانے کیلئے اپنے رب کے حضور اس کی جوار رحمت میں چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شیخ ریاض موسیٰ ملیباری جیسا کہ ملیباری نسبت سے ظاہر ہے کہ وہ جنوبی ہندوستان میں کیرلا کے رہنے والے تھے، عصری تعلیم گاہوں میں معیاری تعلیم حاصل کرکے وہ سعودی عرب میں ملازمت کے لئے چلے گئے، دوران ملازمت الگ الگ شہروں میں کام کرتے رہے، اس زمانہ میں مختلف کمپنیوں میں کام کے دوران ان کے پاس کام کرنے والے غیر مسلم ساتھیوں کے سوالات اور اسلام کے بارے میں ان کی انتہائی غلط معلومات پر مبنی سوالات اور ان کے صحیح جوابات پانے کے بعد ان کی اسلام سے دل چسپی اور پھر قبول اسلام نے انہیں جھنجھوڑ دیا، اسی عرصہ میں ان کے ساتھ کام کرنے والے ایک غیر مسلم ساتھی کی جو شیخ سے آخری درجہ میں محبت رکھتا تھا، اچانک ایمان کے بغیر وفات ہوگئی، اس کے انتقال کے بعد شیخ نے اس غیر مسلم ساتھی کو خواب میں آگ میں جلتے دیکھا، وہ جلتے جلتے شیخ سے بڑے کرب میں شکایت کررہا تھا کہ شیخ ریاض آپ نے ہمیں اتنی دوستی کے باوجود آگ سے بچانے کی کوشش نہیں کی۔ شیخ نے ایک نجی ملاقات میں اس حقیر کو بتایا کہ اس خواب نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا، اس کے بعد میں نے سعودی عرب میں ملازمت کے دوران کئی عمرے کے سفر کئے اور درمیان میں حج کا سفر بھی کیا، اور ہر سفر میں اپنے اس جرم کے لئے توبہ اور دعا کی توفیق ہوئی، کہ میں نے اپنے اتنے قریبی دوست کو دعوت نہیں دی، اور وہ ایمان کے بغیر ہمیشہ کی جہنم میں چلا گیا۔ حج اور عمرہ کے ان اسفار میں ان کے دل پر اس کا تقاضا ہوا کہ مجھے اب سب کام چھوڑ کر ہندوستان جاکر غیر مسلموں میں دعوت کا کام کرنا چاہئے، اس دوران رمضان المبارک آیا تو پھر شیخ عمرہ کے لئے گئے، شیخ سناتے تھے کہ اس بار ملتزم پر ایک بار میں دعا میں مشغول تھا، اس دعا کے دوران ملازمت چھوڑ کر اب باقی زندگی کو ہندوستان جاکر غیر مسلموں میں دعوت کے لئے وقف کرنے کا عزم مصمم اللہ تعالیٰ نے اندر سے پیدا کردیا، اور میں ملازمت چھوڑ کر ہندوستان واپس آگیا۔ شروع میں کیرلا میں ہی مسلمانوں کو غیر مسلموں میں دعوت کی ترغیب اور دعوت کے ساتھ ، خود مسلمانوں کو ساتھ لے جاکر غیر مسلموں سے دعوت کی ملاقاتیں شروع کیں، اسی پس منظر میں قرآن وسیرت کا مطالعہ شروع کیا، اور اس کے بعد تامل ناڈو اور کرناٹک کے کئی سفر کئے، مدارس اور یونیورسٹیوں میں دعوت پر بہت سادہ اور دل کو چھونے والے لیکچرس دے کر لوگوں کو دعوت کے کام پر متوجہ کیا، ماحول چونکہ دعوت سے مجرمانہ غفلت کا تھا، اس لئے ابتدا میں ساتھ دینے

پی۔ ڈی۔ ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

والے لوگ بڑی مشکل سے ملے، مگر اندر کی کڑھن اور باخع النفس کی کیفیت، جو شیخ کو حرمین شریفین سے عطیہ میں ملی تھی، وہ بے چین رکھتی تھی، کبھی اِدھر کبھی اُدھر، اس اندر کی آگ کی تسکین کے لئے ماہی بے آب کی طرح شیخ پھرتے رہے، پھر جنوبی ہند کی ممتاز دینی درس گاہ جامعہ دارالسلام کے دروازہ پر اور وہاں کے ذمہ داروں کے دلوں پر شیخ کی رسائی ہوئی اور وہاں بھی انھوں نے دستک دی، وہاں کے ذمہ دار جن کو اللہ تعالیٰ نے شیخ کی میزبانی کے لئے منتخب کیا ہوا تھا، پہلے سے ہی اس داعی دین مہمان کے استقبال کے گویا منتظر تھے، اللہ تعالیٰ نے جامعہ میں بہترین افراد اور وسائل مہیا کئے تھے، اور یوں جامعہ دارالسلام کے کارخانہ دعوت میں شیخ کے دل کی صدا کو پروان چڑھنے اور ایک تحریک بن جانے کا موقع ملا، وہاں سے شیخ نے فارغین مدارس میں تخصص فی الدعوۃ کا ایک نصاب شروع کیا، اس نصاب کے واسطہ سے باصلاحیت، جواں عزم، جواں علم دعاۃ کی ایک پوری ٹیم شیخ کو میسر ہوئی۔ پھر شیخ نے جنوب سے ملک کے شمال اور مشرق و مغرب میں اپنے نوجوان دعاۃ کے ساتھ اسفار شروع کئے، وہ اہم اداروں، جماعتوں، تنظیموں اور شخصیات کو دعوت پر کھڑا کرنے کے لئے پے درپے سفر کرتے رہے، ان اسفار کے دوران وہ اپنے دعاۃ کے ساتھ ۱۹۹۴ء میں شمالی ہند کا ایک سفر کر رہے تھے، تو قریۃ الصالحین پھلت بھی تشریف لائے۔ حسن اتفاق یہ ہے کہ ہم لوگوں نے اپنے حضرت والا مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ کے نعلین کے صدقہ میں کچھ ٹوٹی پھوٹی دعوتی تگ و دو شروع کر رکھی تھی اور اسی سال دو سالہ تخصص فی الدعوہ کا ایک نصاب بھی فارغین مدارس کے لئے شروع کیا تھا، شیخ ریاض موسیٰ کی پھلت تشریف آوری اور ملاقات ہمارے لئے ایک دریافت اور نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں تھی، اور شیخ کے لئے بھی ہم لوگوں سے ملاقات کچھ اسی طرح ثابت ہوئی۔ دونوں کو ایسا لگا کہ دونوں ایک ہی درد کے مارے اور بیمار ہیں، اور اگر درد کی دوا نہیں تو کم از کم مل کر ہائے ہائے تو کر ہی سکتے ہیں، اور گویا زبان حال سے ہم دونوں یوں کہہ رہے تھے :

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار، میں چلاؤں ہائے دل

یا بقول شاعر پھلت گاؤں میں آکر ٹوٹی پھوٹی دعوتی کوششوں سے باخبر ہوکر گویا زبان حال سے یہ کہنے لگے:

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

اس کے بعد آنا جانا اور ملاقاتیں شروع ہوگئیں، اور الحمد للہ قلبی، فکری اور تحریکی مناسبت کی وجہ سے فاصلے سمٹ گئے، ہمارے یہاں سہ ماہی دعوتی تربیتی کیمپوں کا سلسلہ شروع ہوا تو شیخ اپنے تربیت یافتہ علماء اور دعاۃ کی جماعت کو دروس اور میدان دعوت میں دعوت دینے کے لئے ''دعوت بالقرآن'' کی مشق کرانے کے لئے بھیجتے رہے، اور خود بھی بنفس نفیس ان کیمپوں میں بہت اہتمام اور دل چسپی سے وقت دیتے رہے۔ ملک بھر میں اپنے انداز میں دعوت کا کام کرنے والے دعاۃ کو مجتمع کرنے کی بھی شیخ بہت کوشش کرتے رہے، شیخ کی بڑی خواہش اور کوشش تھی کہ ملک بھر میں غیر مسلموں میں دعوت کا کام کرنے والے حضرات اور ادارے مجتمع ہوکر ایک ساتھ کام کریں، شروع میں یہ آثار بنے بھی، مگر شیخ کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔

اس حقیر کو شیخ سے آخری درجہ میں فطری اور قلبی مناسبت کی وجہ، امت کی عمومی طور پر دعوت سے مجرمانہ غفلت کے دور میں شیخ کی دعوتی تڑپ اور لگن کے علاوہ شیخ کو وہبی طور پر سو فیصد قرآن و سنت سے ماخوذ دعوت بالقرآن کا وہ طرز دعوت ہے، جس کو دیکھ کر دل اندر سے کہتا تھا کہ اس سے زیادہ سہل اور محتاط دعوت کا کوئی اور طریقہ نہیں ہوسکتا، ان کا طریقہ دعوت سو فیصد رسالت اور آخرت سمجھانے کے لئے قرآنی آیات پڑھ کر اور اپنے مدعو کے ساتھ دعوتی زبان میں اس کا ترجمہ پیش کرکے سیدھے نبوی طرز پر

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

أسلم تسلم اورقولو لا اله الا الله تفلحو کا اقرب الی السنۃ طریقہ دعوت تھا۔اس کے لئے انہوں نے اپنی نگرانی میں مدعو کے سامنے پڑھنے اور پیش کرنے کے لئے،سوفیصد رسالت وآخرت کو سمجھانے کے لئے قرآنی آیات کا ایک انتخاب بھی مرتب کرایا تھا،جو دعوتی تربیتی کیمپوں کے دوران صبح سویرے شرکاء کو یاد کرایا جاتا تھا۔اس کے علاوہ ان تربیتی کیمپوں میں شریک لوگوں کے لئے بہت سادہ عام فہم انداز میں قرآن وسیرت سے ماخوذ مختلف عناوین پر دروس بھی شیخ نے مرتب کئے جو بعد میں دعوتی دروس کے نام سے شاہ ولی اللہ اکیڈمی پھلت سے بھی کئی بار شائع ہوئے

شیخ ریاض موسیٰ کی شخصیت ایک مثالی شخصیت تھی،ان کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ غیر مسلموں میں دعوت کی تجدید کے لئے خالق کائنات نے ان کو منتخب کیا تھا،ان سے مل کر ان کے دروس میں شریک ہو کر دل اندر سے کہتا تھا کہ یہ وہ شخص ہیں جس کے دل میں نام ونمود کا شائبہ بھی شاید نہ آتا ہو،اللہ کے بندوں کو دوزخ اور خلود فی النار سے بچا کر جنت کی راہ پر لے جانے کا بے لوث جذبہ اور مخلصانہ جدوجہد شیخ کے قول وفعل سے ہر عامی شخص کو بھی جھلک جاتا تھا،نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مقصودہ دعوت کے لئے ان کا تن من دھن سب قربان تھا،اوران کا جینا،مرنا اورکام کرنا سب دعوت تھا،گویا ایک فنافی الدعوہ شیخ کا تصور ہی شیخ کا تعارف تھا۔

ساری دنیا کے انسان کیسے دوزخ کی آگ سے بچ جائیں؟ ان کے قال وحال سب اس کے لئے وقف تھے۔انہوں نے مختلف علاقوں اورشہروں میں دعوت کے لئے چار شادیاں کی تھیں،ان کے قریب رہنے والے اور ان شادیوں کے پس منظر سے واقف ہر اہل تعلق جانتا اور مانتا ہے کہ انہوں نے یہ شادیاں صرف اورصرف اشاعت اسلام کے لئے کی تھیں،ان کی ایک اہلیہ صاحبہ حیدرآباد کی تھیں،کسی مدرسہ سے فارغ عالمہ تھیں،جن کو شیخ نے خود دعوت کے لئے تربیت دی تھی،وہ خواتین کے دعوتی تربیتی کیمپوں میں بہترین دروس دیتی تھیں،اس کے علاوہ میدان دعوت میں جا کر سیدھے غیر مسلم مدعو خواتین میں جا کر دعوت بالقرآن دینے کے لئے،جس کو ہم لوگ اپنی اصطلاح میں فیلڈ ورک کہتے ہیں، اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو بلا کا حوصلہ اورصلاحیت عطا کی تھی، شمال میں خصوصاً دہلی اور یوپی میں خواتین میں دعوتی کیمپوں میں درس دینے کے لئے ان کو چند بار بلایا گیا،ایک دوبار کوئی دوسرا محرم نہ ہونے کی وجہ سے شیخ خود ان کو ساتھ لے کر تشریف لائے، ایک دوبار کسی صاحب زادے کو بھیجا،شمال میں ان کے اس طرح کے دعوتی کیمپوں میں شرکت کی افادیت کو شیخ نے محسوس کیا تو ایک روز اس حقیر سے شیخ نے بہت سادگی سے فرمایا کہ الحمدللہ آپ کی ہمشیرہ نے یہاں پر کام سنبھال لیا ہے،مگران کو ایک رفیقہ کی ضرورت ہے،حیدرآباد سے ان کو لے کر آنا ذرا مشکل ہوتا ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ میں ان کو طلاق دیدیتا ہوں،اورعدت کے بعد آپ ان کا نکاح اپنے بہنوئی قمرالاسلام سے،وہ ہمشیرہ جوان کے ساتھ ہمارے یہاں دعوتی تربیتی کیمپوں کا نظام سنبھالتی تھیں، ان کے شوہر سے ان کا نکاح کرادیں۔وہ دونوں مل کر انشاء اللہ کام کو اٹھادیں گی،اور یہ بات ایسی سادگی اور تعلق سے کہی،جس طرح ہم ضرورت کے تحت ایک مدرسہ سے دوسرے مدرسہ میں اساتذہ کو بدل دیتے ہیں۔یہ حقیر شیخ کے دعوت کے لئے فنا ہونے کے اس جذبہ سے واقعی بے حد متاثر ہوا۔

شیخ کا سونا جاگنا،رونا ہنسنا،اوڑھنا بچھونا حتی کہ کاروبار اور معاشرت بھی اللہ کے بندوں کیلئے گویا مقصد وجود اُخرجت للناس کی عملی تفسیر تھی،اپنے یہاں کے تربیت یافتہ دعاۃ کو شیخ مختلف علاقوں اورشہروں میں متعین کرتے تھے،ان کے کفاف کیلئے شیخ نے ایک فارما کمپنی بنا کر مختلف امراض کی آیورویدک دوائیں بنانا شروع کی تھیں اوراس کی آمدنی سے ملک بھر میں بلکہ ملک سے باہر نیپال میں بھی دعاۃ کو ماہانہ وظیفہ کا نظم کیا جاتا تھا۔

نیپال میں شیخ کے تربیت یافتہ دعاۃ کی ایک بڑی تعداد الحمدللہ سرگرم عمل ہے،جس سے نیپال کے بھولے بھالے اور

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فطرت سے قریب، جعل وفریب سے دور، سادہ زندگی گذارنے والے وفادار نیپالیوں میں الحمد للہ اشاعت اسلام کا بڑا قابل رشک کارنامہ انجام دیا جارہا ہے، خود شیخ نے بار بار نیپال کے سفر کئے، اور ملک بھر میں پھیلے اپنے دعاۃ کا محاسبہ اور ان کی نگرانی کرنے کے لئے منظم سفر کا پروگرام بناتے رہتے تھے۔ نیپال کے واسطہ سے شیخ نے ایک بار اس خیال اور جذبہ سے کہ دنیا کے سارے مدعولوگوں کی ایک چوتھائی آبادی چین میں ہے، وہاں پر دعوتی تحریک کھڑی کرنے کیلئے چین کے سفر کا بھی پروگرام بنایا تھا

اس کے علاوہ خلیجی ممالک میں شیخ کے کثیر تعداد میں شاگرد مختلف کمپنیوں میں اور بعض محکمہ اوقاف میں کام کرتے ہیں، ان میں دعوتی تحریک پیدا کرنے کے لئے بھی شیخ برابر ان ممالک کا بھی مسلسل سفر کرتے رہتے تھے۔

افریقی براعظم کی سیاہ فام، مظلوم، کالوں کی آبادی میں دعوت کے کام کو کھڑا کرنے کا شیخ کو بڑا خیال تھا، آخری ملاقاتوں میں بہت دل چسپی کے ساتھ اس کا ذکر کرتے تھے، چند سال قبل فون پر وہاں کے لئے اپنے عازم سفر ہونے کی خواہش کا اظہار کیا، یہ حقیر چونکہ وہاں کے کچھ ممالک کے دعوتی اسفار کی سعادت حاصل کر چکا تھا، اس لئے الحمد للہ اس حقیر نے زامبیا، ملاوی کے ویزا اور وہاں پر شیخ کی میزبانی کا نظم کیا، شیخ کا ارادہ تھا کہ وہ وہاں چند سال مسلسل قیام کریں، شیخ نے سفر کرلیا تھا، مگر کسی مجبوری کی وجہ سے جلد واپس آنا پڑا، لیکن وہاں کے رفقاء سے معلومات ہوئیں کہ الحمد للہ شیخ کے مختصر قیام سے بھی وہاں دعوت اسلام اور اشاعت دین کے لئے بہت مبارک اثرات مرتب ہوئے۔

شیخ ریاض موسیٰ صاحب کا امتیاز ان کا اقرب الی السنۃ طرز دعوت اور طرز زندگی تھا۔ ان کا طرز دعوت سو فیصد توحید، آخرت اور رسالت سمجھانے کے لئے مدعو کے سامنے قرآن مجید کی آیات پڑھ کر نقد اسلم تسلم اور قولو لا الہ الا اللہ تفلحو کی اتباع میں دعوت بالقرآن تھا، جس کے لئے اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم دیا تھا، اور جس پر آپ کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا تھا:

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک، وان لم تفعل فما بلغت رسالتک، واللہ یعصمک من الناس (سورہ مائدہ:٦٧)

دعوت بالقرآن کے اقرب الی السنۃ طرز دعوت سے بڑھ کر شیخ کی زندگی کی جو خصوصیت اس حقیر کے لئے قابل رشک اور انتہائی قابل قدر تھی، وہ یہ کہ اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت کی قلیل مدت میں اس درجہ اثر آفرینی کے اسباب پر بحث اور غور کرنے والوں کا اتفاق رہا ہے کہ بے سروسامانی کے حال میں آپ کی دعوت کے دنیا میں اتنی قلیل مدت میں پھیلنے اور ملکوں اور قوموں کے ساتھ ان کے دلوں کو موہ لینے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ نے اپنی دعوت اور دین حق کی صداقت کے لئے جو دلیل اپنے مدعو کے سامنے پیش کی، وہ اپنا صاف شفاف کردار، اور کھلی ہوئی کتاب زندگی تھی۔ قرآن نے خود اس کی صداقت کی گواہی دی کہ آپ نے اپنے مدعولوگوں سے بانگ دہل یہ بات فرمائی کہ: **فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون** (یونس:١٦)

شیخ ریاض موسیٰ کی انتہائی سادہ اور فقیرانہ کتاب زندگی اس کا، بلکہ اسوہ حسنہ کا نمونہ تھی، اس کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ ہندوستان کے اس ہندوانہ ماحول میں جہاں ایک سے زیادہ شادیاں معاشرہ میں آخری درجہ میں معیوب سمجھی جاتی ہیں اور اس پر لطائف کی بھرمار پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر رہتی ہے، شیخ ریاض موسیٰ نے چار شادیاں کیں، ان شادیوں میں صد فیصد ہمارے ﷺ کی شادیوں کی حکمت اور مقصدیت اور تعدد ازدواج کے اسلامی نظام کی جو حکمتیں اور فائدے علمائے شریعت نے لکھے ہیں، ان کا آخری درجہ میں لحاظ، بلکہ اس کی دعوت رہی ہے۔

پہلی شادی ان کے والدین نے کردی تھی، اس شادی میں اس وقت دعوتی تقاضوں کا شاید خیال نہ کیا گیا ہو، مگر شیخ نے اس شادی کو بھی دعوت کا اس طرح ذریعہ بنایا کہ پہلی اہلیہ کے بچوں کو

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آیورویدک فارمیسی اور دوسری تجارتوں میں لگایا، اور اس کی آمدنی سے جو غیر معمولی ہوتی تھی، اپنے تربیت یافتہ دعاۃ کے کفاف کا نظم بنایا، دوسری شادی ایک ضرورت مند مسکین، اور بیوہ یا مطلقہ خاتون سے ایک ضرورت مند کی کفالت اور ان کے واسطہ سے ضرورت مندوں کی مدد اور اعانت کے لئے کی، تیسری شادی اپنے بین الاقوامی سفر اور عصری تعلیم یافتہ لوگوں تک دعوت میں معاونت کے لئے ایک انگریزی اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون سے کی، اور آخری اور چوتھی شادی حیدرآباد کی ایک بیوہ عالمہ حلیمہ سعدیہ صاحبہ سے کی، اور ان کی دعوتی تربیت کرکے مدارس اور تعلیم یافتہ خواتین میں دعوت کے دروس اور عملی مشق کرانے کے لئے ان کو تیار کیا۔ مجھے اپنی چھوٹی ہمشیرہ، جو ان کے ساتھ حلیمہ سعدیہ صاحبہ کے کافی دعوتی پروگراموں میں شریک ہوئیں، ان سے یہ بات سن کر حیرت ہوئی کہ شیخ نے یہ شادیاں، صرف اور صرف اللہ کے لئے، دین کے حکم اور دعوت کے لئے کیں۔ اسی لئے ان گھرانوں میں سے شیخ کی کبھی کسی سے کوئی شکایت نہیں سنی گئی، اس کے علاوہ تعدد ازدواج کو معیوب سمجھے جانے کے اس ماحول میں شیخ کی ان شادیوں کی تعریف ہی کرتے سنا جاتا رہا ہے۔ شیخ اس سلسلہ میں عدل کا بھی بہت خیال فرماتے تھے، الحمد للہ مختلف تجارتوں سے بڑی آمدنی شیخ کو ہوتی تھی، شیخ بالکل سادہ اور فقیرانہ زندگی گذارتے تھے، خود ریل میں سلیپر میں سفر کرتے تھے، اور کھانے پینے میں بہت سادہ معمولی زندگی پر کفایت کرتے تھے۔ ایک بار حیدرآباد کا اس حقیر کی چھوٹی ہمشیرہ سفر ہوا، تو شیخ کی حیدرآباد والی اہلیہ کے ساتھ وقت گذارنا ہوا، ان کی اہلیہ نے شیخ کی ذاتی زندگی کے جو حالات سنائے، ہماری یہ ہمشیرہ مہینوں ان کے گن گاتی رہیں، اور لوگوں سے اس کا ذکر کرتی رہیں، خود شیخ ریاض موسیٰ نے اس موقع پر اس حقیر کی ذہنی اور دعوتی دل چسپی کی وجہ سے پردہ کے پیچھے منھ کرکے اپنے احوال ہماری ہمشیرہ کو سنائے۔ انھوں نے بتایا کہ جب بھی کوئی خاص دعوتی ضرورت پیش آئی، تو میں نے حرم کا سفر کیا، لوگوں کی خوشامد اور سمجھانے کے باوجود سب لوگوں نے غیر مسلموں میں دعوت کے لئے آخری درجہ میں خوف دکھایا، اور لوگ آمادہ ہوتے نہیں دکھائی دیئے، تو شیخ نے بتایا کہ میں نے حرم کا سفر کیا اور ملتزم پر جاکر خوب دعا کی، کہ بارالٰہا آپ کے نبی ﷺ نے دعوت کی تقویت کے لئے آپ سے حضرت عمرؓ کو مانگا ہے، آپ مجھے ایک صدیق دیدیں، شیخ نے فرمایا کہ الحمد للہ یہ دعا قبول ہوئی، اور وہاں سے واپسی پر شمالی ہندوستان کا سفر کیا، تو پھلت جانا ہوا اور آپ کے بھائی سے ملاقات ہوئی، اللہ تعالیٰ نے کلیم صدیقی کو ہمیں دے دیا۔ شیخ اس حقیر سے ملاقات اور ہماری ٹوٹی پھوٹی دعوتی کوششوں کو اپنی اس دعا کی قبولیت سمجھتے تھے، اور کتنے لوگوں سے یہ فرماتے تھے کہ اب مجھے اطمینان ہوگیا ہے کہ ہماری دعوتی تحریک پوری دنیا میں پھیلے گی، اور مجھے اپنے مرنے کی زیادہ فکر نہیں رہی، دعوت کے لئے مرنا جینا، ہنسنا رونا، شیخ کا ایسا امتیازی وصف تھا، جو دور تک نظر نہیں آتا۔

وبائی مرض کورونا کے اس سیلاب میں جب خواص امت، خدام دین وملت روز بروز رخصت ہوکر داغ مفارقت دے رہے ہیں، ایسے میں ایک داعی دین کا اور ایک مخلص بے لوث مبلغ اسلام کا وصال یقیناً ملت کے لئے بلکہ انسانیت کے لئے بہت بڑا حادثہ ہے، رب کریم اپنی قدرت کاملہ سے اس نقصان کی تلافی فرماکر امت کو اس کا نعم البدل عطا فرمائیں، اور ہمارے، ملت کے، اور پوری انسانیت کے محسن اور سچے وارث نبی اور داعی دین کی بال بال مغفرت فرماکر ان کو جنت الفردوس اور اپنی جوار رحمت میں اخص الخواص لوگوں میں جگہ عطا فرمائیں، ان کی سیئات کو حسنات سے مبدل فرمائیں اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ ادارہ ارمغان تمام قارئین کی خدمت میں اپنے محسن کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست پیش کرتا ہے، اور شیخ کے اہل خاندان، ان کے ہزاروں شاگردوں، اور شیخ کے میزبان ادارہ جامعہ دارالسلام کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہے

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جامعہ بنوریہ عالمیہ کراچی کے بانی ومہتمم

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب

کچھ یادیں کچھ باتیں

مولانا محمد کلیم صدیقی

بہت سی موذی بیماریوں، وباؤں آفات، ٹڈی دل، چاند گرہن، سوج گرہن اور کورونا وائرس کی وجہ سے اس سال بڑی تعداد میں نیک سیرت مشائخ، اساتذہ کبار، اور علماء کرام اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں جن کی وجہ سے یہ سال تو ایک طرح سے "عام الحزن" بن گیا ہے۔

اس سال گزشتہ دو ماہ میں وفات پانے والے مشہور علماء و مشائخ اور اکابرین کے خوب صورت گلدستہ کی کتنی اہم اور قیمتی شخصیات کا غم امت نے برداشت کیا، اس کا اندازہ نیچے لکھے گئے کچھ اہم ناموں سے کیا جاسکتا ہے:

حضرت مفتی سعید احمد پالن پوریؒ، شیخ الحدیث و صدر المدرسین دار العلوم دیوبند۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا وسیم احمد سنسارپوری، مدرسہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ۔ مولانا حفظ الرحمٰن کاکوسی، شیخ الحدیث مدرسہ دینیات ممبئی۔ حضرت مولانا عبدالرحیم فلاحی، جامعہ اسلامیہ اکل کوا۔ حضرت مولانا احمد حسین پٹنی، بانی و مہتمم جامعہ کنز العلوم احمد آباد۔ مولانا حکیم خلیل الرحمٰن گنگوہی، ممبئی ، حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب کی اہلیہ محترمہ، براعظم یورپ میں دعوت وتبلیغ کے چیرمین حاجی عبدالمقیت انجینئر۔ مولانا حسام الدین صاحب، صدر وسرپرست جمعیت علماء مغربی بنگال۔ مولانا محمد شاہد قاسمی، استاذ مدرسہ ضیاء العلوم تکیہ کلاں رائے بریلی، وخادم مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ پروفیسر مولانا ولی اختر ندوی، صدر شعبہ عربی دلی یونیورسٹی۔ مولانا قمر الحفیظ قمر، برادر جناب مولانا نذر الحفیظ ندوی استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ مولانا رفیق احمد قاسمی، مولانا یوسف جمیل صاحب آندھرا پردیش۔ مولانا عبدالوحید گونڈوی، مولانا ابو الکلام قاسمی، مبلغ وقف دارالعلوم دیوبند، مولانا نصیر الدین ،نقیب وحدت اسلامی تلنگانہ۔

دارالعلوم مدنیہ بہاول پور کے پہلے فاضل مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ۔ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحبؒ، شیخ طریقت مولانا عبدالہادی (خلیفہ مجاز مولانا عبدالکریم بیر شریف) کوئٹہ۔ مولانا عبدالمہیمن قریشی۔ خواجہ محمد اسلام۔ معروف خطیب مولانا عبید الرحمٰن ضیاء۔ جامعہ حنفیہ جہلم کے قدیم استاذ حضرت قاری عتیق الرحمٰن۔ مولانا یوسف بنوری کے تلمیذ مولانا ہارون عباس عمر جنوبی افریقہ۔ دارالعلوم کراچی کے قدیم استاذ حکیم عزیز الرحمٰن۔ مفسر قرآن صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ۔ مولانا غلام اللہ خان لاہور کے والد مولانا صبغت اللہ۔ معروف حنفی محقق مولانا عبدالقیوم رحمہ اللہ۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کے قدیم استاذ حضرت مولانا قاری نسیم الدین۔ حضرت ڈاکٹر عبدالمقیم رحمہ اللہ خلیفہ حضرت حکیم محمد اختر۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف، پنڈی۔ مجاہد اہل سنت مولانا عبداللہ قاسمی لاہور۔ مرکزی راہ نما جمعیۃ علماء برطانیہ حضرت قاری تصور الحق مدنی نوراللہ مرقدہ۔ پیر طریقت حضرت خواجہ عزیز احمد بہلوی رحمہ اللہ۔ جامعہ نظامیہ بہاول پور کے بانی ومہتمم مولانا شمس الدین انصاری رحمہ اللہ۔ علامہ ارشد حسن ثاقب رحمۃ اللہ۔ معروف خطیب سید عبدالعزیز شاہ رحمہ اللہ۔ پیر طریقت نمونہ سلف حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔ اور برصغیر میں اپنی بین الاقوامی خدمات اور فیض کے لحاظ سے ممتاز ادارہ جامعہ بنوریہ عالمیہ کے بانی ممتاز عالم دین مفتی محمد نعیم صاحب نوراللہ مرقدہ ان کے علاوہ بھی نہ جانے کتنے علماء اور خواص امت گذشتہ چند ماہ میں دنیا سے رخصت ہوگئے۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اللہ تعالی ان سبھی علماء، اکابرین اور مشائخ کی مغفرت فرما کر ان کو اپنی جوار رحمت میں خاص مقام عطا فرمائیں اور ان کی خدمات کا اپنی شایان شان اجر عظیم عطا فرما کر امت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائیں۔

اس وقت اس حقیر کو آخر الذکر جامعہ بنوریہ عالمیہ کے بانی حضرت مفتی نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کچھ یادوں کا ذکر کرنا ہے، مفتی صاحب سے حرمین شریفین میں اکثر نیاز حاصل ہوتا رہا، اگر اس حقیر کی وہاں حاضری پر مفتی صاحب کو اس حقیر کی حاضری کا علم ہوتا تو وہ بہت اہتمام سے تلاش فرما کر ملاقات فرماتے۔ حرم شریف میں یا باہر والے صحن میں گھنٹوں گھنٹوں اس حقیر سے ہمہ تن گوش ہو کر دیوانگی کے ساتھ دعوتی کارگذاریاں سنتے رہتے، اس دوران بار بار ان پر رقت طاری ہوتی۔ کئی بار وہ اس حقیر کے ہاتھوں اور پیشانی کو بوسے دینے لگتے اور فرماتے آپ کی باتوں سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور ہمارے تو دل کی بیٹری بہت دن کے لئے چارج ہو جاتی ہے۔

۲۱؍جون کو یہ ممتاز عالم دین اور دینی پیشوا اور جامعہ بنوریہ عالمیہ کراچی کے مہتمم بھی مختصر علالت کے بعد واصل بحق ہو گئے، مفتی محمد نعیم جدو جہد کا استعارہ تھے، انہوں نے اپنی زندگی دین کی تعلیم و تدریس میں کھپائی اور آخری سانس تک دین اسلام کی نشر و اشاعت کی محنت سے وابستہ رہے۔ حق گوئی اور بے باکی ان کی زندگی کا وصف خاص تھی، انہوں نے جس بات کو حق سمجھا، اس کے اظہار میں کسی ڈر و خوف کو حائل نہیں ہونے دیا، انہوں نے ایک ایسے وقت میں غیر ملکی طلبہ کو پوری جرات سے جامعہ بنوریہ عالمیہ میں داخلے دیئے، جب ملک میں غیر ملکی طلبہ کیلئے پاکستان میں دینی تعلیم کے دروازے بند کر دیے گئے تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کی جامعہ بنوریہ کو آج پاکستان میں یہ امتیازی مقام حاصل ہے کہ یہاں دنیا کے 50 سے زیادہ ملکوں کے طلبہ دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، یہ اعزاز جامعہ بنوریہ کے سوا پاکستان کے کسی دوسرے دیوبندی مدرسے کو حاصل نہیں۔ مفتی نعیم غیر ملکی طلبہ کی تعلیم پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔

مفتی محمد نعیم کا ایک اور امتیازی کام نومسلموں کی اعانت و نصرت ہے، چونکہ وہ خود ایک نومسلم گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، ان کے دادا پارسی (مجوسی-آتش پرست) سے مسلمان ہوئے تھے اس لئے وہ نومسلموں کے مسائل اور مشکلات کو دوسروں سے زیادہ سمجھتے اور اس حوالے سے فکرمند رہتے تھے، چنانچہ انہوں نے نومسلموں کی سرپرستی کے لئے اپنے مدرسے میں ایک شعبہ قائم کیا جس کے تحت نومسلموں کی تعلیم، قانونی جنگ، عائلی و سماجی مسائل اور گھر بسانے تک کی خدمات فی سبیل اللہ انجام دی جاتی ہیں، مفتی نعیم پیدائشی طور پر جفاکش تھے، ان کے دادا اور والد نے بڑی مشکلات اور صعوبتیں اٹھائی تھیں، ان مشکلات نے انہیں کندن بنایا اور محنت و مشقت ان کے مزاج کا حصہ بن گئی، اسی محنت و لگن سے انہوں نے اپنے والد کے قائم کردہ ایک چھوٹے سے مدرسے کو ملکی و عالمی سطح کی جامعہ میں تبدیل کیا۔

وہ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن سے فارغ ہوئے، کراچی ہی میں لڑکوں کے لئے جامعہ بنوریہ عالمیہ کے نام سے اپنا ادارہ قائم کیا، اس کے بعد بنات کے لئے بھی ایک علاحدہ ادارہ کا انتظام فرمایا، اس وقت ان کا یہ ادارہ کراچی میں دینی اداروں میں پانچویں نمبر کا ادارہ تھا، انھوں نے آسٹریلیا اور ترکی میں بھی اپنا ایک ادارہ قائم کیا تھا، وہاں کے ادارہ میں ڈیڑھ سو کے قریب نومسلم بچیاں داخل تھیں، ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں، مفتی فرحان مفتی نعمان، ان کی زندگی میں ہی یہ لوگ وہاں علاقہ میں درجنوں اداروں کا نظام دیکھتے تھے۔

کچھ دنوں سے ان کو ہارٹ کا عارضہ لاحق تھا، بعد میں شوگر اور سانس کی تکلیف بھی بڑھ گئی تھی، اچانک طبیعت خراب ہوئی تو آغا خان ہاسپٹل کے لئے لے کر نکلے تھے، کہ راستہ میں ہی وقت موعود آ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

غیر مسلموں میں دعوت سے ان کو والہانہ دلچسپی تھی، وہ ہر ملاقات پر اپنے یہاں اس حقیر کوسفر کی بالاصرار دعوت دیتے، بلکہ پروگرام بنانے کا حرم شریف مین وعدہ کرنے کے لئے فرماتے، مجھے غیر مسلموں میں دعوت سے مفتی صاحب کی غیر معمولی دلچسپی سے خوشی بھی ہوتی اور حیرت بھی، ان کے انتقال کے بعدان کے والد ماجد کے انتقال پر حضرت مولانا زاھد الراشدی کا تعزیتی کالم پڑھا تو غیر مسلموں میں دعوت سے غیر معمولی دلچسپی کی وجہ معلوم ہوئی، جناب راشدی صاحب کا کالم کچھ اس طرح ہے:

''......کراچی کے حالیہ سفر کے دوران جامعہ بنوریہ بھی جانا ہوا جو کراچی کے بڑے مدارس میں سے ہے، اور اس کی دینی و تعلیمی سرگرمیوں کا دائرہ دنیا کے مختلف ممالک تک وسیع ہے، گزشتہ تین برس سے مجھے امریکا کی ریاست ٹیکساس کے شہر ہیوسٹن میں جانے کا موقع مل رہا ہے جہاں چشتیاں کے مولانا حافظ محمد اقبال صاحب ایک عرصہ سے تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں اور ان کے تعلیمی و دعوتی پروگرام کا ایک حصہ مقامی ریڈیو پر دو گھنٹے کے ہفتہ وار پروگرام کی صورت میں بھی ہوتا ہے، مجھے اس پروگرام میں متعدد بار شریک ہونے اور ہیوسٹن میں مقیم مسلمانوں کے سامنے مختلف موضوعات پر گزارشات پیش کرنے کا موقع ملا ہے، وہاں مجھے بتایا گیا کہ اس ہفتہ وار پروگرام کا ایک حصہ جامعہ بنوریہ کراچی کے تعاون سے چلتا ہے۔ جامعہ بنوریہ سے ریڈیو کا آن لائن رابطہ ہوتا ہے، لوگ سوالات کرتے ہیں جن کے جوابات یہاں سے دیئے جاتے ہیں، اور جامعہ کے کوئی استاذ کسی موضوع پر بیان بھی کرتے ہیں، یہ سلسلہ مجھے بہت پسند آیا ہے، اگر پاکستان کے بڑے تعلیمی ادارے اس طرز کے پروگرام منظّم طور پر اور باہمی مشاورت و تقسیم کار کے ساتھ کریں تو اس کی افادیت بڑھ جائے گی اور غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمانوں کی دینی راہنمائی اور تعلیم کا خلاء بہت حد تک کم کیا جا سکے گا۔

جامعہ بنوریہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد نعیم صاحب ہمارے پرانے دوست اور ساتھی ہیں اور ان کی تعلیمی سرگرمیاں دیکھ کر خوشی ہوتی ہے، گزشتہ دنوں ان کے والد محترم قاری عبدالحلیم صاحب کا انتقال ہو گیا تھا اور میں کراچی حاضری کے موقع پر ان کے پاس تعزیت کے لیے جانا چاہتا تھا، مولانا فداء الرحمان درخواستی سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں بھی گزشتہ دنوں بنگلہ دیش کے سفر پر تھا اور ابھی تک جامعہ بنوریہ نہیں جا سکا، اس لیے اکٹھے چلتے ہیں، چنانچہ مولانا فداء الرحمان درخواستی اور راقم الحروف اکٹھے جامعہ بنوریہ گئے، وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے جامعہ بنوریہ کے استاذ مولانا عبدالمجید صاحب کا اچانک انتقال ہو گیا ہے، وہ معمول کے مطابق اپنے کام کاج میں مصروف تھے، جامعہ سے تھوڑی دیر کے لیے گھر گئے، واپسی پر سیڑھیاں اترتے ہوئے کچھ تکلیف محسوس ہوئی مگر ڈاکٹر کے پاس پہنچنے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کے حضور جا پہنچے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب اور جامعہ کے دیگر اساتذہ سے مفتی صاحب کے والد قاری عبدالحلیمؒ اور مولانا عبدالمجیدؒ کے انتقال پر تعزیت کی اور کچھ دیر ان کے ساتھ ملاقات و گفتگو رہی۔

یہ بات اس سے پہلے میرے علم میں نہیں تھی کہ مولانا مفتی محمد نعیم کا تعلق ایک نومسلم خاندان سے ہے، اس کی کچھ تفصیلات معلوم ہوئیں تو مجھے حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا خاندان یاد آ گیا کہ یہ بھی نومسلم خاندان سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے اسلام قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دعوت و تبلیغ اور دینی علوم کی نشر و اشاعت کے ذریعہ کے طور پر انہیں قبول فرما لیا اور آج دنیا میں ان کا فیض عام ہے، مفتی محمد نعیم کے والد مرحوم قاری عبدالحلیم بھی ایک نومسلم باپ کے بیٹے تھے، ان کے بارے میں جو تفصیلات مجھے بتائی گئی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۹۳۴ء میں قاری عبدالحلیمؒ کے والد محترم جمشید صاحب سوڈان میں کسٹم آفیسر کی حیثیت سے ملازمت کیا کرتے تھے، انہیں سوڈان میں اسلام قبول کرنے کی پیشکش ہوئی تو انہوں نے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اسلام لانے سے قبل اسلامی تعلیمات کو پڑھا، اسلام کو خوب سمجھا اور پھر قبول کیا، انہیں اسلامی تعلیمات کو دیکھنے کے بعد احساس ہوا کہ اصل اور حق پر مبنی مذہب صرف اور صرف اسلام ہے، ان کا نیا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا، جناب عبداللہ صاحب سوڈان سے انڈیا آگئے اور اپنی فیملی کو اپنے اسلام لانے کی اطلاع دی اور گھر والوں کو سمجھایا کہ تم بھی کلمہ حق پڑھ لو، اس پر ان کی والدہ، بہن، دو بیٹوں برجور (قاری عبدالحلیم) اور سہراب نے اسلام قبول کرلیا۔ لیکن ان کی خوش دامن کو اعتراض تھا اور خاندان کی بڑی ہونے کی حیثیت سے انہوں نے خاصی مشکلات میں ڈال دیا اور پھر وہی پریشانیاں رہیں جو عام طور پر نومسلموں کو پیش آتی ہیں۔

قاری عبدالحلیم صاحبؒ کا پارسی نام برجور تھا، بام خاندان سے تعلق تھا، اور اسلام لانے کے وقت ان کی عمر ۴ برس تھی، ان کی خوش دامن کٹر پارسی تھیں، انہوں نے نہ صرف یہ کہ اسلام قبول نہیں کیا بلکہ بائیکاٹ کیا، اور کہا کہ یہ برجور جب سے پیدا ہوا ہے منحوس ہے اسی کی وجہ سے ہمارے گھر میں اسلام آیا، مشکلات، پریشانی اور حالات کے پیش نظر حیدرآباد دکن چلے گئے، کیونکہ بہت سے لوگوں کا کہنا تھا کہ وہاں کے مسلمان بہت اچھے ہیں، وہاں آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی، چنانچہ بحمد اللہ حیدرآباد دکن کے مسلمانوں کے رویّے سے ان کی والدہ بہت خوش ہوئیں، والدین نے اسلامی تعلیمات کے لیے قاری صاحب کو ڈابھیل کے ایک مدرسہ میں حفظ قرآن کے لیے داخل کیا، یہ وہ زمانہ تھا جب اس مدرسہ میں حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ بھی پڑھایا کرتے تھے۔ کون جانتا تھا کہ یہ چار سال کا بچہ اسلام لانے کے بعد اسلامی تعلیمات کو پورے عالم میں پھیلانے کا باعث ہوگا، حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کرنے کے بعد قاری عبدالحلیم صاحب مرحوم نے پہلی تراویح ممبئی بھنڈی بازار میں پڑھائی اور ممبئی میں ہی انہوں نے اسکول کی تعلیم حاصل کی۔

قاری صاحب مرحوم کے والد محترم جناب عبداللہ کا ویسے تو چند سال مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ آنا جانا لگا رہا، لیکن آخری عمر میں نیت کر کے کہ میری موت وہیں واقع ہو اور مجھے مدینہ منورہ کے قبرستان میں دفنایا جائے، ۱۹۴۳ء سے مستقل مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرلی، اعزہ واقرباء واولاد نے بار بار اصرار کیا کہ آپ پاکستان تشریف لائیں، کچھ عرصہ کے لیے آجائیں لیکن وہ بضد تھے اور کہتے تھے کہ میری موت کہیں اور واقع نہ ہو جائے۔

پاکستان بننے کے بعد یہ فیملی ۱۹۴۸ء میں ہجرت کر کے پاکستان آگئی، ہندوستان سے لٹ پٹ کر آنے والی اس فیملی نے یہاں تیرہ سو گز کا بنگلہ اس زمانہ میں انتالیس ہزار روپے میں خریدا، لوگوں نے کہا کہ آپ پیسے دے کر بنگلہ خرید رہے ہیں حالانکہ آپ کو ہندوستان سے بدحال کر کے بھیجا گیا ہے، قاری صاحبؒ نے کہا کہ ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ ہم بغیر پیسے دیے اس بنگلے میں سکونت اختیار کریں، پاکستان آنے کے بعد قاری عبدالحلیمؒ نے سب سے پہلی تراویح سولجر بازار کے علاقہ میں واقع مسجد قباء میں پڑھائی۔ ۱۹۵۳ء میں مکی مسجد میں تراویح پڑھانی شروع کی اور مسلسل تیرہ سال تک یہیں تراویح پڑھاتے رہے، اسی وجہ سے ان کا نام قاری عبدالحلیم مکی مسجد والے کے نام سے مشہور ہوگیا تھا۔ اس دوران مکی مسجد کی مسلسل تراویح میں قاری صاحب کی شخصیت اور مسحورکن آواز میں تلاوت قرآن سے متاثر ہوکر اس وقت کے تبلیغی جماعت کے بزرگ حاجی خدا بخش مرحوم نے اپنی بیٹی صدیقہ کا رشتہ طے کر دیا اور اس رشتہ کے بعد ایک میواتی فیملی کا رشتہ دہلی پنجابی سوداگران سے طے پایا، حاجی خدا بخش مرحوم کا تعلق گوجرانوالہ سے تھا اور وہ انتہائی نیک وصالح ومتقی تھے، ساری زندگی تبلیغی خدمات انجام دیں۔

قاری صاحبؒ اپنے بھائی کے ہمراہ اس بنگلہ میں رہا کرتے تھے لیکن والدہ کی خواہش پر گارڈن کے علاقہ میں رہائش اختیار کی تبلیغی جماعت کے ایک بزرگ بھائی ابراہیم عبدالجبار نے مزدوروں کے لیے چھوٹے چھوٹے مکان بنوائے تھے، ان میں

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سے ایک مکان قاری صاحبؒ کو کرایہ پر دے دیا گیا لیکن انہوں نے اس مکان میں بڑی تکلیفیں اٹھائیں، چھوٹا سا مکان تھا، بجلی نہیں تھی، سخت گرمی میں گزارہ کرتے تھے۔ رہائش ناموافق ہونے کی بناپر پرانا گولیمار میں رہائش اختیار کی، لیکن یہاں فقط چھ مہینے کا عرصہ گزرا، پھر قاری صاحبؒ کی والدہ کی ایک سہیلی نے اسٹار ملز کے مالک سے سفارش کر کے قاری صاحبؒ کو اسٹار ملز کالونی کے مدرسہ میں قرآنی خدمات پر مامور کیا، اسٹار ملز کی ورکرز کالونی میں ۲۱۰ مکانات تھے، جن میں سے ایک مکان انہیں رہائش کے لیے دیا گیا، جہاں وہ ایک لمبا عرصہ مقیم رہے۔

مجھے قاری عبدالحلیم مرحوم کی زیارت کا ایک بار موقع ملا ہے جب جامعہ بنوریہ کے قیام کے بعد میں پہلی بار وہاں گیا تو مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے ان سے میری ملاقات اور تعارف کرایا۔ مرحوم بلاشبہ اس دور میں ایک مثالی زندگی کے حامل بزرگ تھے اور خاص طور پر ایک نومسلم کے طور پر اسلام کی دعوت وتبلیغ کے شعبہ میں جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ قابل رشک ہیں، مولانا مفتی محمد نعیم اوران کے زیر نگرانی چلنے والا ایک بڑا دینی ادارہ جامعہ بنوریہ کی صورت میں قاری عبدالحلیم صاحبؒ کے لیے صدقہ جاریہ ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں اور پس ماندگان کو صبر وحوصلہ کے ساتھ ان کی حسنات کا سلسلہ جاری رکھنے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین.......''

مفتی نعیم صاحب کی حیات میں کبھی لگا ہی نہیں کہ ان کا تعلق دسترخوان اسلام پر نووارد ایک خاندان سے ہے، کبھی انہوں نے اس کا ذکر بھی نہیں فرمایا، حالانکہ وہ ملک و بیرون ملک غیر مسلموں میں اپنی ہلکی پھلکی دعوتی کارگذاریاں بھی سناتے تھے، ایک ایسے داعی دین، فعال عالم دین اور خادم دین وملت کا سانحہ وصال جس کی خدمات کا دائرہ بین الاقوامی ہو، ملت اسلامیہ کا بڑا خسارہ ہے۔ علی کل شئی قدیر، فعال لما یرید ذات عالی اپنی قدرت کاملہ سے اس خسارہ کی تلافی فرما کر مفتی صاحب کے شاگردوں اور اہل خاندان میں سے ملت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائیں۔

ادارہ ارمغان مفتی صاحب کے اہل خاندان، ادارہ کے ذمہ داروں اساتذہ وطلباء اور پوری دنیا میں پھیلے ان کے اہل تعلق اور متنسبین کی خدمت میں بہ صمیم قلب تعزیت پیش کرتا ہے، اور قارئین ارمغان سے سعادت سمجھ کر دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست کرتا ہے۔

نظم قربانی

گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی جامعہ امام ولی اللہ اسلامیہ پھلت مظفرنگر کی جانب سے قربانی کے جانوروں کا نظم کیا جارہا ہے، اس لئے جو لوگ اس سال بقرعید کے موقع پر اپنی جانب سے، یا اپنے اعزاء واقربا اور مرحومین کی جانب سے قربانی کرنا چاہتے ہیں وہ مندرجہ ذیل نمبرات پر رابطہ کر کے اپنی رقم براہ راست ہمارے بینک اکاؤنٹ میں، یا تحقیق کے بعد ہمارے معتبر نمائندوں کے پاس جمع کرادیں، حسب سابق انشاء اللہ ذمہ دار علمائے کرام کی نگرانی میں پوری احتیاط سے قربانی کا یہ عمل انجام دیا جائے گا۔

قربانی کے مقامات : پھلت اور اڑیسہ

رابطہ نمبرات:

9760120066, 8410968189

Jamiatul Imam Waliullah Al Islamia

AXIS Bank, Branch Khatauli

AC. No. 912010066072620

IFSC Code: UTIB0001330

منتظم :

احمد اوّاہ ندوی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا

News World

محمد ادریس ولی اللہی

سورج گرہن پر صلوٰۃ کسوف کی ادائیگی کا اہتمام

۲۱/جون کو اس سال کے سب سے بڑے سورج گہن کے موقع پر علاقہ واطراف کے علاوہ پھلت کی بستی میں متعدد جگہ نماز کسوف کا اہتمام کیا گیا، چند برسوں میں یہ پہلا موقع ہے جب شہری اور دیہاتی علاقوں میں بڑے پیمانہ پر یہ نماز ادا کی گئی۔کہیں لوگوں نے یہ نماز محدود تعداد میں رہتے ہوئے اجتماعی طور پر ادا کی، اور کہیں انفرادی طور پر بڑے پیمانہ پر نماز کسوف کی یہ سنت ادا کی گئی۔ بہت سی جگہوں پر احادیث مبارکہ کر عمل کرتے ہوئے، لمبی قراءت کے ساتھ نماز ادا کی گئی، کہیں کہیں نماز سے پہلے اماموں نے مختصر خطاب بھی کیا، اور دیر تک دعائیں مانگی گئیں، مسلمانوں کی ترقی وعروج کے ساتھ ملکی سلامتی اور امن وسکون کے لئے بڑے پیمانہ پر دعاؤں کے اہتمام کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔اس موقع پر بڑی تعداد میں لوگوں نے صدقہ وخیرات کا بھی اہتمام کیا، اور ضرورت مندوں کا سامان اور نقدی کی شکل میں تعاون کیا گیا۔

لاک ڈاؤن کے دوران ایسا لگ رہا تھا کہ فرزندان توحید کو جیسے اس نماز کا بھی کئی روز سے انتظار ہو، کیونکہ اس مرتبہ نماز کسوف کا خاص اہتمام دیکھا گیا۔نماز کسوف کے سلسلہ میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبوی دور میں سورج گرہن ہوا تو لوگوں کی زبان پر یہ بات آئی کہ سورج گرہن بڑے آدمی کی موت کی وجہ سے ہوتا ہے، نبی ﷺ نے اس بات سے انکار فرمایا اور کہا کہ کسی کی موت کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتا ہے، حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر بہت دو رکعت نفل نماز پڑھی اور بہت ہی طویل نماز پڑھی، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ دعا اور استغفار کا بھی اہتمام فرماتے تھے۔

مذاہب عالم کی کتابوں کا مطالعہ بھی ضروری

عالم اسلام کی مشہور ومعروف اسلامی درس گاہ اس اعتبار سے بھی نابغہ روزگار ہے کہ اس ادارہ میں فراغت کے بعد بھی مزید تخصص کی اسناد حاصل کرنے کے مواقع میسر ہیں، خاص طور پر تخصص فی الحدیث، تکمیل ادب، تکمیل افتاء، تکمیل تفسیر، شعبہ کمپیوٹر شعبہ انگریزی ادب، تکمیل علوم اور دارالصنائع کے ساتھ تقابلی مطالعہ کے تحت ہندو فلسفہ بھی پڑھایا جاتا ہے، جس میں گیتا رامائن کے شلوک کی معنویت واصلیت سے بھی واقف کرایا جاتا ہے، دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا ابوالقاسم نعمانی بنارسی نے بتایا کہ طلباء کو فرقہ باطلہ کے تعاقب اور رَد کے لئے دوسرے نصاب کی تیاری بھی کرائی جاتی ہے، مولانا نعمانی نے کہا کہ اسلامی تعلیمات اور مذہبی اقدار کی فوقیت کا فروغ ہمارا مشن ہے، انھوں نے بتایا کہ دارالعلوم دیوبند سماجی ہم آہنگی کے لئے بھی اپنے طلباء کی ہر ممکن ذہن سازی کرتا ہے، اور اسلام کے جذبہ اخوت کی تعلیم کو عام کرنے میں پیش پیش رہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند تمام عالم میں ایک ممتاز مقام رکھتا ہے۔مہتمم صاحب نے بتایا کہ دو دہائی سے زائد عرصہ پہلے مجلس شوریٰ نے دارالعلوم میں ہندوازم کی اپنے طلباء میں تفہیم کے لئے ایک تجویز پاس کی تھی، جس کے تحت محاضرات کے ذریعہ ہم اپنے طلباء کو قرآن وحدیث کے ساتھ ہندو فلسفہ، اور عیسائیت کی تعلیمات سے بھی روشناس کراتے ہیں، انھوں نے فرمایا کہ معلومات عامہ اور علم نافع کا کے فرق کا ادراک بھی ضروری ہے، اللہ رب العزت کا شکر ہے کہ ہمارے فضلاء کماحقہ علم نافع کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س: کیا موبائل میں دیکھ کر تلاوت کرنے سے قرآن میں دیکھ کر پڑھنے کے برابر ثواب ملے گا؟

ج: تلاوت قرآن موبائل اسکرین کی بہ نسبت مصحف میں دیکھ کر کرنا افضل ہے، اس لیے کہ ایسی صورت میں کئی عمل کا ثواب ملتا ہے جیسے مصحف کو دیکھنا، اس کو چھونا اور اس کو اٹھانا یا اس کا احترام کرنا یہ سب ثواب کا ذریعہ ہے، ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں موبائل میں حاصل نہیں ہوتیں، اس لیے جہاں تک ہوسکے مصحف ہی سے پڑھا جائے، البتہ اگر کبھی ضرورت ہو تو موبائل سے پڑھ لیں، اللہ کی ذات سے امید ہے اس پر بھی قرآن دیکھ کر پڑھنے کا ثواب ملے گا۔مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (4/ 1487) " وعن عثمان بن عبد الله بن أوس الثقفي عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " »قراءة الرجل القرآن في غير المصحف ألف درجة، وقرائته في المصحف تضعف على ذلك إلى ألفى درجة ."(وعن عثمان بن عبد الله بن أوس الثقفى عن جده قال:قال رسول الله ﷺ:قراءة الرجل القرآن فى غير المصحف)، أى من حفظه (ألف درجة)، أى ذات ألف درجة أو ثوابها ألف درجة فى كل درجة حسنات، قال الطيبى: ألف درجة خبر لقوله قراءة الرجل على تقدير مضاف، أى ذات ألف درجة ليصح الحمل كما فى قوله تعالى 'هم درجات' (آل عمران: 163)

س: بچے کے کان میں اذان دینے کا طریقہ کیا ہے؟ کیا موبائل میں رکارڈ کی ہوئی اذان بچہ کے کان میں سنوانا کافی ہے؟

ج: بچے کی پیدائش کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو نہلانے کے بعد بچہ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھائیں اور قبلہ رُخ ہو کر پہلے بچے کے دائیں کان میں اذان اور پھر بائیں کان میں اقامت کہیں "حی علی الصلاۃ" اور "حی علی الفلاح" کہتے ہوئے دائیں بائیں چہرہ بھی پھیریں، البتہ دورانِ اذان کانوں میں انگلیاں ڈالنے کی ضرورت نہیں، بچے کے کان میں اذان دینے کا سنت اور متوارث طریقہ یہی ہے، اور عبادات کے باب میں احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ حتی الامکان اس کی اصل شکل کو باقی رکھا جائے، چنانچہ موبائل فون کال کے ذریعہ بچہ کے کان میں اذان دینے سے یہ متوارث طریقہ فوت ہوجائے گا اور اس کا مقصد حاصل نہیں ہوگا، اس لیے اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے، اگر کسی شدید عذر کی وجہ سے بچے کے کان میں براہِ راست فوری طور پر اذان نہ دی جاسکتی ہو تو موبائل میں رکارڈ شدہ اذان سنوانے کے بجائے عذر کے زائل ہونے کا انتظار کرلیا جائے اور براہِ راست بچے کے کان میں اذان دے دی جائے، اس لیے کہ جو برکت اور اثرات براہِ راست بچے کے کان میں اذان دینے میں ہے وہ موبائل فون کال کے ذریعہ اذان دینے میں نہیں ہے۔(قوله: ولو وحده إلخ) أشار به إلى رد قول الحلوانى : إنه لايلتفت لعدم الحاجة إليه وفى البحر عن السراج: أنه من سنن الأذان، فلايخل المنفرد بشيء منها، حتى قالوا فى الذى يؤذن للمولود: ينبغى أن يحول(قوله: مطلقاً) للمنفرد وغيره والمولود وغيره) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (1/ 385)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دعوت کا نسخہ کیمیاء

چند برسوں قبل دسترخوان اسلام پر آئے مہاجر داعی ڈاکٹر عبداللہ کا اَلور سے کل فون آیا، بولے، آپ کے میسیج اور آڈیوز کو میں نے جن لوگوں کو فارورڈ کیا، اس سے متأثر ہو کر الحمد للہ ہزاروں لوگوں نے سورج گرہن پر نماز کسوف کی سنت زندگی میں پہلی مرتبہ ادا کی، فلاں جگہ مسجد میں ۵۰۰/لوگوں نے نماز ادا کی اور ایک گھنٹہ کی نماز ہوئی، فلاں جگہ بڑی جامع مسجد میں ایک ہزار سے زیادہ لوگ تھے، گرہن سے لے کر ختم تک لمبی نماز اور دعا ہوئی، اس کے بعد بھی دوستوں اور اہل تعلق کے ملک اور بیرون ملک سے فون اور واٹس ایپ آتے رہے، جنھوں نے دعائیں بھی دیں اور یہ خبر دی کہ انہوں نے اپنے متعلقین کو چینل کا لنک اور پیغامات ارسال کئے، جس سے لوگوں کو نماز کسوف، دعا اور عبادت کی توفیق ہوئی، جو نوجوان سوشل میڈیا پر زیادہ فعال ہیں انہوں نے تو اپنی بساط بھر مختلف لوگوں اور گروپس میں پیغامات اور اس حقیر کی نماز کسوف کا پہلے سے اہتمام کرنے کی درخواست فارورڈ کی۔ ۲۰/جون کو اپنے ایک پیارے اور محبوب دوست سے ملنے حاضر ہوا تو انھوں نے جاتے ہی اس حقیر کو یاد دلایا کہ گذشتہ ماہ جب چاند گہن ہوا تھا تو جس رات کو چاند گہن ہوا تھا آپ نے خبر دیکھی اور رات کو دس بجے کے بعد ایک ترغیبی آڈیو، اور چاند گہن پر نماز خسوف کے مسائل لوگوں کو ارسال کرنا شروع کئے، اس وقت لوگ سو گئے تھے اور بہت سے لوگ دیکھ نہیں سکے، صبح کو اٹھ کر میسیج دیکھے تو بہت افسوس ہوا کہ رات میں پہلے سے اطلاع ہو جاتی، تو ضرور نماز خسوف کی سعادت حاصل کرتے، اس بار آپ ایک روز پہلے لوگوں کو متوجہ کر دیں، یہ حقیر جس کو رحمت ایزدی کے صدقہ میں اپنے زمانہ کے اکثر اہل عزیمت عُبّا دوزُہّاد کے قدموں تک رسائی، اور ان کی زیارت اور عبادت وطاعت میں ان کے عاشقانہ مجنونانہ شوق کو خوب دیکھنے کا موقع ملا ہے، اپنے کسل وکم ہمتی اور بے عملی کے مزاج کی وجہ سے کبھی اپنے کو اہل عزیمت میں شامل کرنے بلکہ ان کی نقل کرنے کی ہمت نہیں ہوئی اور ہمیشہ اہل رخصت کو نقل کے لئے تلاش کرتا رہا، اپنی کاہلی اور کسل کی وجہ سے ہمیشہ اپنی ذات سے ہمیشہ مایوس ہی رہا، مگر لمبی عمر گذر جانے کے بعد، آخرت کی منزل سے تو مفر نہیں، وہاں پر جانے کا منھ بنانے کے لئے اس کا لالچ ہر وقت الحمد للہ میرے حضرت والا کے صدقہ میں رہا کہ کسی طرح دعوت کے واسطہ سے کچھ مخلصین کو دعوت یا اعمال پر آمادہ کر کے الدال علی الخیر کفاعلہ کی فضیلت حاصل کرے۔ اور اعمال کا ذریعہ بن کر اپنے نامہ اعمال میں کچھ مقبول اعمال کا ذخیرہ جمع کرے، کہ ذریعہ بننے والے کو مقبول عمل کے اجر عطا کرنے کا اللہ کا وعدہ ہے، اس حقیر نے مولوی سید احمد سلمہ کو میسیج کیا بیٹا ایک اچھی سی پوسٹ نماز کسوف کے فضائل اور مسائل پر تیار کر کے بھیجو، اللہ تعالی ان کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے کہ انھوں نے خوبصورت مختصر پوسٹ مرتب کر کے بھیج دی، جو اس حقیر نے ایک ترغیبی آڈیو کے ساتھ خاص احباب کو ارسال کر دی، الحمد للہ لوگوں نے دوسروں کو اور انہوں نے دوسروں کو پہنچایا، چراغ سے چراغ جلتا گیا، اور بعض دوستوں کا خیال یہ ہے پوری دنیا میں کم از کم پچاس ہزار ایسے لوگوں نے، ان پیغامات سے ترغیب پا کر الحمد للہ نماز کسوف و دعا کا اہتمام کیا، ان میں بڑی تعداد میں ایسے لوگ بھی تھے جنھوں نے زندگی میں پہلی بار یہ سنت ادا کی۔

آخری صفحہ

اللہ اللہ کس زبان سے اپنے رب کریم کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں نبی آخر الزماں کی امت میں پیدا فرمایا، اور آپ پر ختم نبوت کا اعلان کر کے دعوت کو ہمارا منصبی فریضہ بنا کر نسخہ کیمیا عطا فرمایا، بے عملی، کسل اور کم ہمتی سے مایوس ہم جیسے تہی دامان کے لئے آخرت میں اجر وثواب سے مالا مال کرنے کا کس قدر خوبصورت اور پیارا انتظام فرمایا، کیا کسی مومن کو اس میں شک ہو سکتا ہے کہ میرے بالکل سیاسی قسم کے محبوب دوست کو جس نے مجھے ایک روز پہلے متوجہ کر کے ترغیبی پیغامات ایک دن پہلے بھیجنے کو کہا اور خود اس کاہل بے ہمت دیہاتی کو، عزیزی سید احمد کو جنھوں نے فضائل اور مسائل کی پوسٹ مرتب کی، اور ڈاکٹر عبداللہ جیسے کتنے لوگوں کو جنھوں نے مختلف لوگوں کو پیغامات بھیج کر نماز اور دعا پر آمادہ کیا، ان سب کی مقبول نمازوں اور دعاؤں کا اجر وثواب ضرور ملے گا جس کا وہ ذریعہ بنے۔ نبی رحمت کے صدقہ میں عطا اس دعوت کی برکات اور اس کے ذریعہ آخرت کی تجارت اور نفع کہ بڑے سے بڑا صاحب عزیمت اس ثواب کے پاسنگ تک نہیں پہنچ سکتا۔ کاش ہم خیر وعبادات کے موقع پر اسی طرح اپنے نامہ اعمال کو لوگوں کو متوجہ کر کے، اور ترغیب دینے کے واسطہ سے مالا مال کرنے کے گر کو سمجھیں، اور ہر موقع پر پہلے سے آخرت کے اجر وثواب کے لالچی بن کر اپنے دعو[redacted]۔

مولانا محمّد کلیم صدیقی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان